

سالانہ خریدار

نوٹ فرمائیں

رسالے کے لفافے پر جو پتا چسپاں ہوتا ہے اس کے اوپر ہر خریدار کا خریداری نمبر درج ہوتا ہے۔ خریدار حضرات نوٹ فرمائیں

اگر آپ کی خریداری کی مدت ختم ہو چکی ہے تو یہی فرصت میں اس کی توسیع فرما لیں، ورنہ آپ کی خریداری معطل ہو سکتی ہے



کاغذ کی دنیا میں مشہور ترین نام

پارس پیپرس

ہمیں ایک بار خدمت کا موقع ضرور دیں

پیسپر، کرافٹ، دفعتی، بائس ڈنگ کلاٹھ

ناظمہ بلازہ۔ نیو بلڈنگ، دکان نمبر ۱۸

گوئن روڈ۔ لکھنؤ۔ ۱۸

Ph. No. 0-200446 R. 225933

حسنی فارمیسی کی مفید دوائیں

نشکر

نشکر کی کامیاب ترین دوا قدرتی جڑی بوٹیوں سے تیار شدہ، پیشاب سے شکر کو ختم کر کے خون میں شکر کو کم کر دے گی



ہردینا

ہر دینا کیلئے تیز ترین دوا ہے۔ گڑبڑ، پیشاب میں ریت، خون اور جلن کیلئے یکساں مفید



زودامین بٹینا بدون

قبض اور گیس کی کامیاب ترین دوا جگر اور پتہ کی خرابیوں کو دور کرنے والا ہے۔ نظر سیرپ پیلیا، بگڑا پتہ کے دورم، کمزوری، درد اور پتھری کا بے نظیر سیرپ استعمال کریں، آرام لیں



سردیوں اور جلدی امراض کا مشورہ شدہ خولناؤں اور پھوٹے پھسے نمازوں اور جلدی امراض کا کامیاب سیرپ ہضم کے لیے نہایت جلد اثر کرنے والا



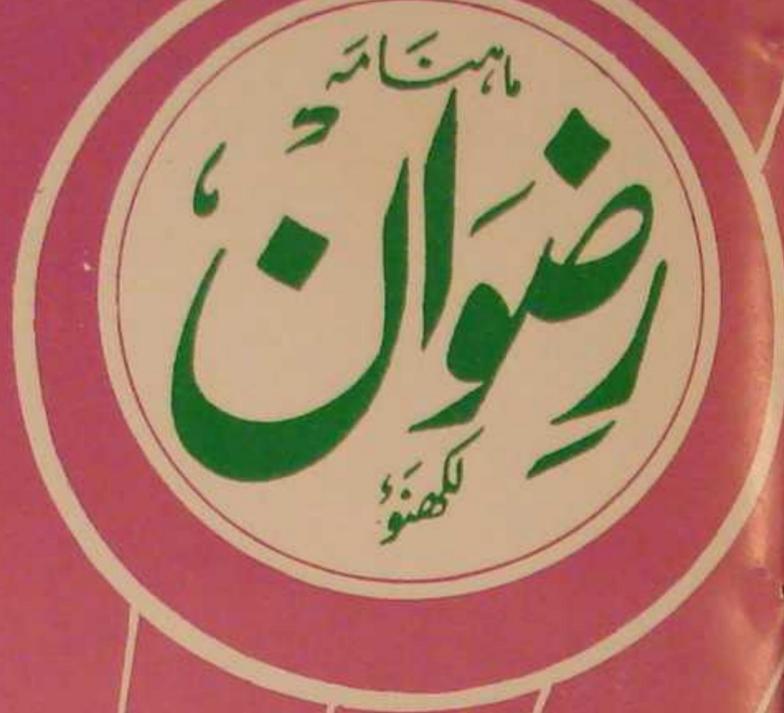
مزید معلومات کے لیے مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں



HASANI PHARMACY

Ph. (O) 202677, (R) 229021 (F) 229174 (M) 9838023223, 177/41 Gwynne Road Lucknow - 226018 UP (INDIA)

ماہنامہ دارالافتاء لکھنؤ



بچوں کی قصص الانبیاء

از: امیر احمد سعید

چار حصوں پر مشتمل اس کتاب میں بچوں کی آسان زبان میں نبیوں کے حالات لکھے گئے ہیں، صرف قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں، اس کتاب کے بارے میں مفسر قرآن مولانا عبد الماجد ریا آبادی سے فرماتے ہیں:-

”ان سے چھوٹے بھائی مولانا تاج الدین علی ندوی کی کتاب ’قصص النبیین للاطفال‘ اب نہ کسی تعریف کی محتاج ہے نہ تعارف کی، سلیس و شستہ عربی میں پیغمبروں کے سچے سبق آموز پڑھایت حالات لڑکوں اور بوڑھوں سب کے پڑھنے کے قابل، ان بہن صاحبہ نے یہ کیا کہ انہیں مطالب کو عربی سے اردو میں منتقل کر دینا ہے، کتاب ترجمہ نہیں ترجمہ سے کچھ بڑھ کر ہے زبان کی خوبیاں دیکھنے سے تیار کرتی ہیں، جو لڑکے لڑکیاں اس کو پڑھیں گے“

حصہ اول

حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ہود حضرت صالح قیمت۔ ساتھ ساتھ اردو زبان
 حصہ دوم، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام قیمت۔ بھی سیکھتے
 حصہ سوم، حضرت موسیٰ علیہ السلام قیمت۔ جائیں گے
 حصہ چہارم، حضرت یاقوب علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام
 حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیمت

ملکت اسلام ۱۷۲/۵۴ محمد علی لین گوٹن روڈ

بِیادِ گارِ حضرتِ مولانا محمد شاکر حسینی رحمۃ اللہ علیہ

خواتین کا ترجمان

ماہنامہ
نکھ
نور

جلد پنجم
جولائی ۲۰۰۶ء
شمارہ ۱۰

Ph. 270406

<p>ایڈیٹر: — محمد حمزہ حسینی</p> <p>معاونین: — امامہ حسینی، میمونہ حسینی</p> <p>اسٹن: — بی بی ندوی، جعفر مسعود حسینی ندوی</p>	<p>سالانہ چھپندہ</p> <p>* برائے ہندوستان: — ۱۰۰ روپے</p> <p>* غیر ملکی ہوائی ڈاک: — ۲۵ امریکی ڈالر</p> <p>* فی شمارہ: — ۹ روپے</p>
-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

نوٹ: ڈرافٹ پر 'RIZWAN MONTHLY' لکھیں

ماہنامہ 'رضوان' ۱۴۲/۵۳ محمد علی لین، گولڈ روڈ، لکھنؤ ۲۲۶۰۱۸

ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر محمد حمزہ حسینی نے مولانا حمزہ ثانی حسینی فاؤنڈیشن کے لئے نظامی اسٹاپ پریس میں طبع کیا اور فزیشن، محمد علی لین سے شائع کیا

اپنی بہنوں سے

مدیر

اس وقت ہمارے معاشرہ میں جہاں اور خرابیاں ہیں وہیں ایک بڑی برائی میراث کی صحیح تقسیم نہ ہونا ہے جس کی وجہ سے ہمارے خاندانوں میں نفاق پیدا ہو گیا ہے بجائے محبت اور تعلق کے نفرت اور ایک دوسرے سے دوری پیدا ہو گئی ہے۔

معاشرہ کی فلاح اور بہبود کا سارا دار و مدار اسی ایک چیز پر ہے لڑکیوں کو ان کے والدین کے انتقال کے بعد ان کے چھوٹے ہوئے مال و جائداد سے محروم رکھنا احکام الہی کی کھلی ہوئی نافرمانی ہے اور پر لیا مال ناجائز طور پر اپنے استعمال میں رکھنا ہے جس کا حساب روز آخرت میں دینا ہو گا جب اسلام نے ورثہ میں لڑکی کا حصہ رکھا ہے اور قرآن مجید میں اس کو بیان کر دیا گیا ہے اس کے بعد اس کا حصہ نہ دینا کھلی ہوئی چوری اور ڈاکہ ڈالنا ہے۔

آج ہم میں سے ہر شخص زبانی طور پر معاشرہ کی اصلاح کرنا چاہتا ہے اور اس موضوع پر اگر بات کیجئے تو ہر شخص اسلامی احکام کا نفاذ چاہتا ہے لیکن اس کا موقع آتا ہے تو عمل اس کے خلاف کرتا ہے اور بہنوں کو حصہ نہیں دیتا اور ناگ بن کر ساری جائداد مال و دولت پر بیٹھ جاتا ہے اور میراث میں اس کو حصہ دار نہیں بناتا بہنوں کے حقوق کی پامالی کی جاتی ہے اور اس مظلوم کی وراثت چھین لی جاتی ہے

جو لوگ بھی اپنی بہنوں کو ان کا واجب حصہ نہیں دیتے اور ان کے حصہ کو اپنے استعمال میں رکھتے ہیں وہ اپنی آمدنی کو حرام بناتے ہیں اور خود حرام کھاتے ہیں اور اپنی اولاد کو حرام کھلاتے ہیں اور دین اسلام کو بدنام کرتے ہیں۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ اچھے اچھے دین دار لوگوں میں وراثت کے سلسلہ میں حکم الہی کی کھلی خلاف ورزی پائی جاتی ہے جب کہ قرآن مجید نے سورہ نساء میں نہایت وضاحت سے وراثت کا مسئلہ ذکر کیا ہے اور میراث کے حصے علماء اور مفتیوں کے بنائے ہوئے نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرح سے متعین کیے گئے ہیں

کسی بھی شخص کے مرنے کے بعد اس کا سارا مال جائداد سب اس کے وارثوں کا ہے اور اس کو تمام وارثوں میں (مرد و عورت) قرآن مجید کے بیان کیے ہوئے طریقہ کے مطابق فوراً تقسیم کرنا چاہئے تقسیم سے پہلے کسی بھی وارث کو اس میں سے کچھ استعمال کرنا صدقہ کرنا جائز نہیں ہے۔

یہ سمجھ لینا چاہئے کہ اسلام کے قانون وراثت پر عمل نہ کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اپنے کو مجرم قرار دینا ہے۔

اپنی بہنوں سے

کتاب ہدایت

حدیث کی روشنی

میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا

امت کی مائیں

اسلام کہ اک دین ہے

نعت شریف

ہدایت کے ستارے

مولانا محمد اسماعیل شہید

قرض کالین دین

مسنون لباس اور عصر حاضر

ہمارے پیارے رسول

کے اخلاق و عادات

اپریل فول کیا ہے؟

۳

۴

۶

۸

۱۲

۱۶

۱۹

۲۰

۲۱

۲۶

۳۱

۳۵

۳۸

مدیر

مولانا محمد اویس ندوی

امہ اللہ نسیم

مولانا محمد عبداللہ درخوشتی

قاضی محمد اسرائیل

آسیہ عبد

اعظم چشتی

دیشان حیدر

پروفیسر محمد اجتباب ندوی

محمد اکرم فضل

حافظ محمد سعید لدھیانوی

سید رشید احمد حسنی

حافظ سعد شیخ

اچھی باتیں

سچائی

وکوانوا معالصادقین

(توبہ ۱۵)

اور بچوں کے ساتھ رہو

سچائی سے دل کو چین ملتا

ہے، چاہیے کہ دکھ سکھ ہر حالت

میں سچ بات کہی جائے اور سچا کام کرنا

چاہیے کسی نے پیغمبر صاحب ﷺ

سے پوچھا کہ جنت والوں کی نشانی کیا

ہے آپ نے کہا سچ بولنا۔ سچائی نیکی کا

راستہ دکھاتی ہے اور نیکی جنت کی

طرف لے جاتی ہے جو آدمی سچ بولتا

ہے وہ اللہ کے یہاں صدیق لکھا جاتا

ہے ظالم بادشاہ کے سامنے سچی بات

کہنا سب سے اچھا جہاد ہے۔ سچ

بولنے میں عزیز، دوست دشمن کسی

کا خیال نہ کرنا چاہیے۔ حضرت

قدامہ بن مطعون صحابیؓ نے ایک

مرتبہ شراب پی لی۔ حضرت عمر

نے شرعی سزا دینا چاہی تو حضرت

قدامہؓ کی بیوی نے اس سچ واقعہ کی

شہادت دی بیوی نے سچائی کے

مقابلہ میں شوہر کی کچھ پروا نہیں کی

دنیا کے تھوڑے سے

فائدے کے لیے سچائی کو چھوڑنا اور

اللہ کی خفگی مول لینا عقل والوں کا

کام نہیں ہے۔

خدا پر بھروسہ

وتوکل علی اللہ

(ساء ۱۱)

اور خدا پر بھروسہ رکھ۔

جس کام کو کیا جائے پوری

ہمت اور ارادہ کے ساتھ کیا جائے

اور اس کا یقین رکھا جائے کہ اگر اسی

کام میں بھلائی ہے تو ضرور کامیابی

ہوگی اسی کا نام توکل ہے۔

زمین اور آسمان میں جو بھی

ہے وہ اللہ کا محتاج ہے جو خود محتاج

ہے وہ سچے بھروسہ کے قابل نہیں

ہے اسی لیے جو لوگ اللہ کو دل سے

مانتے ہیں وہ ہر کام میں اسی پر

بھروسہ کرتے ہیں اس کے سوا کسی

دوسرے پر ان کا دل نہیں جمتا ہے۔

بیکار ہاتھ پر ہاتھ دھر کر

بیٹھ جانے کا نام توکل نہیں ہے ایک

مرتبہ ایک صحابیؓ اونٹ پر سوار ہو کر

رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا

کہ میں اونٹ کو یوں ہی چھوڑ کر اللہ

پر توکل کروں (کہ میرا اونٹ مجھ کو

مل جائے گا) یا اس کو باندھ دوں

۔ حضور ﷺ نے کہا کہ اس کو باندھ

کر خدا پر توکل کرو۔

اس سے معلوم ہوا کہ آدمی

کی اپنی محنت اور کوشش کو اللہ کے

سپرد کر دینا چاہیے وہ جو مناسب

سمجھے گا کرے گا اس میں ایک بھید یہ

ہے کہ اگر ہماری کوششوں کا پھل

اچھا ملا تو غرور اور شیخی نہ پیدا ہوگی

۔ اور اگر ہم ناکام رہے تو مایوسی اور

نامیدی نہ پیدا ہوگی۔

بھلائی کا حکم کرنا اور

برائی سے روکنا

وامر بالمعروف وانہ عن المنکر

لقمان (۲) اچھی بات کا حکم دو اور بری

بات سے روکو۔

جس چیز کا اللہ نے حکم دیا

ہے وہ اچھی بات ہے اور جس سے

روکا ہے وہ بری بات ہے ہم سب کو

اچھی باتوں کا حکم کرنا چاہیے اور بری

باتوں سے روکنا چاہیے اگر تمہاری

وجہ سے لوگ اچھے کام کرنے لگیں

یا برائی سے رک گئے تو اللہ تعالیٰ کے

یہاں تم کو بھی برابر کا ثواب ملے گا

نیکی کا حکم کرنا اور برائی

سے روکنا بھی ایک قسم کی نیکی ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے

فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی کسی

برائی کو دیکھے تو اس کو اپنے ہاتھ سے

روک دے اگر اتنی طاقت نہیں ہے

تو زبان سے روکے اگر اتنی بھی ہمت

نہیں ہے تو اس کو دل سے برا سمجھے

اور یہ ایمان کا بہت ہی کمزور پہلو ہے

اگر ہم لوگوں کو اچھائی کا

حکم نہ کریں گے اور برائی سے نہ

روکیں گے تو اس کی وجہ سے جو

مصیبتیں آئیں گی ہم ان سے نہ بچ

سکیں گے۔ پیغمبر ﷺ نے اس کو

ایک مثال میں اس طرح سمجھایا ہے

کہ اگر دریا میں کشتی چل رہی ہو

مسافروں میں سے کچھ لوگ کشتی

کے نیچے حصہ میں سوراخ کرنے

لگے کسی نے ان کو روکا نہیں نتیجہ یہ

ہوگا کہ سوراخ ہو کر کشتی میں پانی

بھر جائے گا اور سب لوگ ڈوب

جائیں گے اگر دوسرے آدمی ان

سوراخ کرنے والوں کو روک دیتے

تو خود بھی ڈوبنے سے بچتے اور

دوسروں کو بچا لیتے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ

جو لوگ طاقت یا دولت والوں کے

خیال سے برائی نہیں روکتے ہیں

اچھائی کا حکم نہیں کرتے ہیں اللہ

تعالیٰ ان سے کہے گا کہ تم لوگوں

سے ڈرتے تھے حالانکہ اصل میں

مجھ سے ڈرنا چاہیے تھا۔

وا تقوا فتنة لا تصيبن الذين

ظلموا منكم خاصة۔ (انفال ۳)

اور بچتے رہو اس فساد سے کہ تم میں

سے خاص ظالموں ہی پر نہیں پڑیگا۔

مطلب یہ ہوا کہ اگر ایک

قوم کے کچھ لوگ گناہ کر رہے ہیں

اور نیک لوگ ان کو روکتے نہیں ہیں

اس سے اپنی بیزاری نہیں ظاہر

کرتے ہیں تو عذاب کے لپیٹ میں

ظالموں کے ساتھ یہ لوگ بھی

آجائیں گے۔

اچھائی کی طرف بلانے

کا طریقہ

ادع الی سبیل ربک با

لحکمة والموعظة الحسنة

وجادلہم بالتی ہی احسن

(نحل ۱۶)

اپنے پروردگار کی طرف لوگوں کو

تعمقندی اور اچھی نصیحت کے ذریعہ

سے بلاؤ اور ان سے اچھے طریقہ سے

مناظرہ کرو۔

اس آیت میں مسلمانوں کو بتایا

گیا ہے کہ وہ اپنے اللہ کے دین کی طرف

لوگوں کو تین طریقوں سے بلائیں۔

(۱) حکمت (۲) اچھی نصیحت

(۳) اچھے طریقہ کا مناظرہ

جب ہم کسی کے سامنے

کوئی نئی بات پیش کرتے ہیں تو عام طور

سے تین طریقے برتتے ہیں یا تو اس

بات کے ثبوت میں دل میں گھر

کرنے والی دلیلیں پیش کرتے ہیں یا

سچے دل سے نصیحت کرتے ہیں یا کہ

کرتے ہیں کہ ان دلیلوں کو مناسب

طریقہ سے توڑتے ہیں اور اس کی

غلطی ظاہر کرتے ہیں۔

تیموں، ضعیفوں

اور

عورتوں کا حق

حضرت خویلد بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ میں تیموں، ضعیفوں اور عورتوں کے حق سے ڈراتا ہوں (۱) نسائی

ضعیفوں کی برکت سے رزق

حضرت مصعب بن سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ سعد کو خیال پیدا ہو کہ لوگوں پر ان کو فضیلت حاصل ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا تمہاری جو مدد کی جاتی ہے اور تم کو جو رزق دیا جاتا ہے وہ تمہارے ضعیفوں ہی کی بدولت۔ (بخاری)

حضرت ابو درداء عومیر سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ مجھے کمزوروں میں تلاش کرو

کمزوروں کی وجہ سے تم کو رزق ملتا ہے اور انھیں کی وجہ سے تمہاری مدد کی جاتی ہے (ابوداؤد)

عورتوں کے ساتھ حسن سلوک وعاشروہن بالمعروف (نساء ع ۳۶) عورتوں سے بھلائی کے ساتھ میل جول رکھو۔

ولن تستطيعوا ان تعدوا النساء ولو حرصتم فلا تمیلوا کل المیل فتذروها کالمعلقة وان تصلحو او تنفقوا فان اللہ کان غفوراً رحیماً (نساء ع ۱۹)

عورتوں کے درمیان ہرگز تم پورا عدل نہ کر سکو گے۔ اگرچہ تم کو حرص ہو پس ایک طرف نہ جھک جاؤ کہ دوسری کو لنگی ہوئی چھوڑ دو اور اگر تم اصلاح اور ڈرو تو بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے۔

عورت کی فطرت بدلنے کے درپے نہ ہونا چاہیے

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں کے ساتھ بھلائی کرو عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلیوں میں سب سے زیادہ اوپر کا حصہ ٹیڑھا ہے اور اس کو سیدھا کرو گے تو ٹوٹ جائے گی اور اگر اس کو چھوڑ دو گے تو ٹیڑھی ہی رہے گی پس عورتوں کے ساتھ بھلائی کرو (بخاری)

عورت شریک زندگی ہے اس سے لونڈی غلام کا سا سلوک اچھا نہیں

حضرت عبد اللہ بن زمعہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دے رہے تھے آپ نے ناقہ ثمود کا اور جس نے اس کی کوچیں کاٹ دی تھیں اس کا ذکر فرمایا آپ اذانبعث اشقاھا (جب کہ قوم کا سب سے بدبخت آدمی اس اونٹنی کو ذبح کرنے کے لیے آمادہ ہوا) کی تفسیر فرماتے ہوئے فرمایا کہ ایک زبردست آدمی جو اپنے خاندان کی قوت و حمایت کی وجہ سے مضبوط

محفوظ تھا اس کام کے لیے تیار ہوا۔ پھر عورتوں کا ذکر فرمایا اور ان کے بارے میں بہت نصیحتیں کیں فرمایا کیا بات ہے کہ ایک وقت مرد اپنی بیوی کو غلام کی طرح پیٹے پھر ممکن ہے اسی دن رات کو اس کے ساتھ رہے پھر ریح خارج ہونے پر ہنسنے کے متعلق نصیحت فرمائی کہ آدمی دوسرے کے اس فعل پر کیوں ہنستا ہے جب کہ اس سے خود بھی ایسی حرکت ہوتی ہے (بخاری مسلم)

مومن مرد مومنہ عورت سے نفرت نہ کرے

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن مرد مومنہ عورت سے نفرت نہ کرے اگر اس کی ایک عادت ناپسند ہے تو دوسری عادت اس کو خوش کر سکتی ہے (مسلم)

عورتوں کے حقوق

حضرت عمر بن الا حوص سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں اللہ کی تعریف اور ثابیان کی اور فرمایا عورتوں کے ساتھ بھلائی کرو وہ تمہارے یہاں

بطور قیدی کے ہیں اس کے ساتھ تم ان کی کسی چیز کے مالک نہیں۔ اگر وہ غلطی کر بیٹھیں تو ان سے الگ رہو اور ان کو ایسا مارو کہ ان کو تکلیف نہ ہو۔ پس اگر وہ مان لیں تو ان پر کوئی تکلیف نہ ڈالو اور سن لو کہ تمہاری بیویوں پر تمہارا حق ہے اور تمہاری بیویوں کا تم پر حق ہے۔ تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ تمہارے بستروں پر ان کو نہ بٹھائیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو اور تمہارے گھروں میں ان کو نہ بلائیں جن کا آنا تمہیں ناپسند ہو اور تم پر ان کا حق یہ ہے کہ ان کے کھلانے پہنانے میں بھلائی کرو (ترمذی)

حضرت معاویہ بن حیدہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ہماری بیویوں کا ہم پر کیا حق ہے آپ نے فرمایا کہ جب تم کھاؤ تو ان کو بھی کھلاؤ اور جب پہنو تو ان کو بھی پہناؤ اور ان کے منہ پر نہ مارو اور انھیں گالیاں نہ دو اور ان کو نہ چھوڑو مگر گھر میں۔ (ابوداؤد)

کامل ترین مومن کی تعریف حضرت ابو ہریرہ سے

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے کامل مومن وہ ہے جو اخلاق میں اور اپنے گھر والوں کے لیے اچھا ہو۔

بد سلوک شوہر

حضرت ایاس بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی بندگیوں کو نہ مارو، حضرت عمرؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ عورتیں اپنے شوہروں پر بہت دلیر ہو گئیں تو آپ نے ان کو مارنے کی اجازت دی پس عورتیں رسول اللہ ﷺ کے گھروں کے گرد پھرنے لگیں اور اپنے شوہروں کی شکایت کرنے لگیں آپ نے فرمایا کہ محمد ﷺ کے گھر والوں کو بہت سی عورتوں نے گھیر لیا جو اپنے شوہروں کی شاکی ہیں ان کے شوہر اچھے لوگ نہیں ہیں۔ (ابوداؤد)

دنیا کی بہترین دولت

حضرت عبد اللہ بن العاص سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا دنیا ایک پونجی ہے اور اس کی بہترین دولت نیک نعت بیوی ہے (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ سے

میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا

الحمد لله وكفى وسلام
علي عباده الذين اما بعد فا عوذ
با لله من الشيطان الرجيم بسم
الله ا لرحمن الرحيم ما كان
محمد ابا احد من رجا لكم
ولكن رسول الله وخاتم النبيين.

حضرات
یہ نیک لوگوں کا اجتماع جس
میں علماء کرام مشائخ عظام طلباء حکام
اور دوسرے معززین حضرات موجود
ہیں بڑا مبارک اجتماع ہے یہ جلسہ
تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں منعقد
ہو اس اجلاس میں مجھے بھی یہ ارشاد
فرمایا گیا کہ میں کچھ عرض کروں۔

سب سے پہلے اس چیز کا
جاننا ضروری ہے کہ جس دور سے ہم
گزر رہے ہیں وہ کتنا خطرناک اور
طوفانی دور ہے۔ آج دنیا میں چاروں
طرف سے اسلام کی حقانیت اور اس
کی صداقت پر بڑے زور و شور سے حملے
ہورہے ہیں سارا ماحول فتنوں اور
فسادات سے بھرپور ہے ملک مصائب
میں مبتلا ہے انسانیت موت کے
دروازے پر کھڑی ہے۔

آج کفر و ارتداد کا دور دورہ
ہے لوگ تدریس و سرکشی کا گوارا بن چکے
ہیں اگر اس وقت ہم اپنے آپ کو
دیکھیں کہ ہم کس مقام پر کھڑے ہیں
تو معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں چاروں
طرف سے کفر و عصیان نے گھیر رکھا
ہے کہ اگر ہم نے اپنی ذمہ داری کا
خیال نہ کیا تو ہم صفحہ ہستی سے مٹا
دیے جائیں گے۔ ہمارے ذمہ تو یہ کام
لگا دیا گیا تھا کہ۔ ”کنتم خیر امة
اخرجت للناس تا مرون
بالمعروف وتنهون عن المنکر
الخ“
تم دنیا میں ایسی بہترین

امت ہو جو لوگوں کے لیے اس لیے
نکالی گئی ہو کہ تم نیکی کا حکم کرو اور بدی
کے کاموں سے روکو۔

حضرات۔ اپنی اس ذمہ
داری کو محسوس کریں تو ہمیں اب اپنا
آرام و آسائش ختم کر کے دین حق کو
پھلانے کے لیے گھروں سے نکل جانا
چاہیے۔ یہ آرام کا وقت نہیں ہے۔ آپ
و دعا فرمادیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں
حق کہنے اور حق پر عمل کرنے کی
توفیق عطا فرمائے آمین۔

شان مصطفیٰ

حضرات میں نے آپ
حضرات کے سامنے جو آیت تلاوت کی
ہے اس میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے
اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد رسول
اللہ ﷺ کی شان اقدس بیان فرمائی
ہے کہ آپ ﷺ دنیا میں کسی مرد کے
باپ تو نہیں ہیں لیکن آپ اللہ تعالیٰ
کے رسول اور آخری نبی ہیں۔

مجھ سے پہلے حضرات علماء
کرام نے پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد
رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ آپ
ﷺ کا اسوہ حسنہ آپ کی شان رسالت
اور آپ کی صفات و کمالات بڑے اچھے
طریقہ سے بیان فرمائی ہیں میں بھی یہی

چاہتا ہوں کہ ہمارے تمام اجلاس آپ
ﷺ ہی کے ذکر مبارک سے شروع
ہو اور آپ ﷺ ہی کے ذکر سعید پر
ختم ہو۔

فخر المحدثین حضرت شاہ ولی
اللہ صاحب محدث دہلوی قدس اللہ
سرہ فرماتے ہیں کہ نبی آخر الزمان
حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بیت
المقدس کی طرف منہ کر کے چند دن
جو نماز پڑھی اس کا فلسفہ یہ ہے۔

چونکہ حضرت محمد مصطفیٰ
ﷺ جامع الکملات اور خاتم الانبیاء
تھے آپ کے بعد کسی اور کو نبی کی
حیثیت سے آنا نہیں تھا اور بیت
المقدس آپ سے پہلے تمام انبیاء کرام
کا قبلہ رہ چکا ہے اس لیے آپ کو چند
دن بیت المقدس کی طرف منہ کرا
کے نماز پڑھائی اور پھر حکم دے دیا۔

”قول وجہک شطر المسجد الحرام“ اے
محمد ﷺ اب آپ اپنا منہ اس قبلہ کی
طرف پھیر لیجئے جو اب کا پسندیدہ قبلہ
ہے (خانہ کعبہ) اور جس کی تعمیر آپ
کے جد امجد حضرت ابراہیم اور
حضرت اسماعیل نے کی تھی۔

تو یہاں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام
کو دونوں قبلوں کا مالک بنا کر آپ کے

درجات بلند کرنا مقصود تھا آپ ﷺ
اکمل ترین اور انفس ترین انسان تھے
آپ حسن و جمال علم و سخاوت اخلاق و
عادات اور حیا کے اعتبار سے ایک ایسی
پاکیزہ اور برگزیدہ ہستی تھے کہ دنیا کی
کوئی چیز بھی آپ ﷺ کی مثال نہیں۔

آپ کے حسن و جمال کا ذکر
کرتے ہوئے حضرت عائشہ فرماتی ہیں
لناشمسی وللا فاق شمسی فشمس
الناس تطلع بعد فجر وشمسی تطلع
حين تغرب الشمس

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ
ایک دفعہ سرور کائنات حضرت محمد
رسول اللہ ﷺ رات کے وقت یمنی
چادریں لپیٹے ہوئے تشریف فرما تھے
چودھویں رات کا چاند آسمان دنیا پر اپنی
پوری دلقریبی کے ساتھ منور تھا
۔ اس وقت میری کیفیت یہ تھی کہ
ایک نظر آسمان کے چاند پر ڈال رہا تھا
اور ایک دنیا کے چاند پر۔ میں فیصلہ کر
رہا تھا کہ دونوں منور چاندوں میں سے
زیادہ روشن اور زیادہ منور کون چاند
ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں۔

پس اللہ کی قسم دنیا کا چاند (حضور صلی
اللہ علیہ وسلم) آسمان کے چاند سے
زیادہ منور اور روشن نظر آ رہا تھا۔

چاند سے تشبیہ دینا یہ بھی
کوئی انصاف ہے چاند کے منہ پر
چھائیاں مدنی کا چہرہ صاف ہے۔

حضرت انسؓ حضرت محمد
مصطفیٰ ﷺ کے جسم اطہر کی کیفیت
بیان فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے
ہاتھ لائیم و دیباج سے زیادہ نرم اور
گداز تھے اور حضرت ﷺ کے جسم
اور پسینے سے زیادہ خوشبو میں نے کبھی
مشک و عنبر میں بھی نہیں دیکھی۔

ختم نبوت

آپ کے حسن و کمالات
ساری کائنات سے نرالے تھے اللہ
تبارک و تعالیٰ نے جس انداز میں آپ
کی شان و عظمت بیان کی ایسے کسی اور
کے حق میں نہیں فرمایا ”ماکان
محمد ابا احد من رجالکم ولكن
رسول اللہ و خاتم النبيين“ یعنی
آپ دنیا میں کسی مرد کے باپ نہیں۔
لیکن اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء
ہیں۔

طبرانی کی روایت میں ہے
حضور ﷺ نے فرمایا ”انا خاتم النبيين لا
نبی بعدی“۔ میں آخری نبی ہوں
میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

حضرات! اگر میں اس وقت

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ختم نبوت پر مفصل دلائل عرض کروں تو کافی وقت درکار ہے اب یہاں مختصر اعام فہم واقعات سے یہ مسئلہ سمجھانے کی پوری کوشش کروں گا۔

آپ حضرات نے قیامت کے دن کا واقعہ سنا ہوگا جس دن کہ تمام انسان ایک جگہ اور ایک مقام پر جمع ہوں گے اس دن لوگ جس حالت میں ہوں گے وہ منظر بیان نہیں کیا جاسکتا۔

جب عورت اپنے شیر خوار بچے کو چھوڑ جائے گی اور تو لوگوں کو دیونے اور نشے میں دیکھے گا حالانکہ وہ نشے میں نہیں ہوں گے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ حتیٰ کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی نفسی نفسی پکار رہے ہوں گے۔

شفاعت کبریٰ

اس دن لوگ اکٹھے ہو کر سب سے پہلے حضرت آدم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریں گے۔ حضرت آپ ہمارے باپ ہیں آپ سب سے پہلے نبی ہیں جو دنیا میں تشریف لائے آپ ہماری شفاعت کیجیے۔ حضرت آدم علیہ السلام جواب دیں

گے کہ نوع کے پاس جائیے وہ اپنے بعد والے انبیاء علیہم الصلوٰۃ کی طرف بھیج دیں گے۔

حتیٰ کہ لوگ حضرت عیسیٰ کی خدمت میں حاضر ہوں گے تو آپ بھی دوسرے انبیاء کی طرح معذرت کر کے فرمائیں گے آپ سردار انبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ وہ خاتم الانبیاء محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے آپ سے عرض کیا جائے گا یا رسول اللہ ﷺ آپ سب سے آخری پیغمبر ہیں آپ ہماری شفاعت فرمائیے۔ حضور ﷺ اسی وقت عرش معلیٰ کے نیچے سجدہ میں گر کر دعا فرمائیں گے۔ ”یا رب امتی یارب امتی اللہم اغفر لا متی“ اے اللہ میری امت اے اللہ میری امت اے اللہ میری امت کو بخش دے۔ آپ ﷺ جس وقت یہ دعا فرما رہے ہوں گے تو اللہ تبارک و تعالیٰ آپ ﷺ سے مخاطب ہو کر فرمائیں گے ”یا محمد ارفع راسک۔ سل تعطی اشفع تشفع۔“ اے میرے پیارے حبیب محمد ﷺ! آپ اپنے سر کو اوپر اٹھائیے! آپ مانگیے جو آپ مانگیں گے وہ آپ کو دیا جائے گا۔ آپ شفاعت کریں آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ حدیث شریف میں آتا ہے حضور سردار انبیاء ﷺ نے فرمایا کہ ”انا اقرب باب الجنة میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا اس پر فرشتے کہیں گے کہ دروازہ کھٹکھٹانے والا کون ہے؟ تو حضور فرماتے ہیں جواب دوں گا ”انا خاتم النبیین“ میں تمام نبیوں کا سردار محمد مصطفیٰ ﷺ ہوں۔

حضرات! مجھے اس چیز کا اظہار نہایت افسوس کے ساتھ کرنا پڑتا ہے کہ آج دنیا ایسے نبی آخر الزمان ﷺ کو چھوڑ کر کدھر بھاگی جا رہی ہے؟ وہ قیامت کے دن شافع روز محشر کو کیا منہ دکھائیں گے؟ آج نبوت کا کون دعویدار بن رہا۔ وہ جو پرانے فیل ہے۔ ذیابیطس کا مریض دجال، کذاب بد معاملہ بد زبان؟

نہایت افسوس کا مقام ہے کہ آج دنیا کو خاتم النبیین کی تفسیر کی ضرورت پڑی!

میرے محترم بزرگو! اور بھائیو۔ خاتم الانبیاء کی تفسیر کا پتہ میدان محشر میں چلے گا۔ جب پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

جائے گا۔ آپ شفاعت کریں آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ حدیث شریف میں آتا ہے حضور سردار انبیاء ﷺ نے فرمایا کہ ”انا اقرب باب الجنة میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا اس پر فرشتے کہیں گے کہ دروازہ کھٹکھٹانے والا کون ہے؟ تو حضور فرماتے ہیں جواب دوں گا ”انا خاتم النبیین“ میں تمام نبیوں کا سردار محمد مصطفیٰ ﷺ ہوں۔

حضرات! مجھے اس چیز کا اظہار نہایت افسوس کے ساتھ کرنا پڑتا ہے کہ آج دنیا ایسے نبی آخر الزماں ﷺ کو چھوڑ کر کدھر بھاگی جا رہی ہے؟ وہ قیامت کے دن شافع روز محشر کو کیا منہ دکھائیں گے؟ آج نبوت کا کون دعویدار بن رہا۔ وہ جو پرانے فیل ہے۔ ذیابیطس کا مریض دجال، کذاب بد معاملہ بد زبان؟

کے سوائے کسی پیغمبر سے شفاعت کا حاصل ہونا ناممکن ہوگا۔ آپ کی قدر و منزلت اور شان و شوکت کا پتہ اس دن چلے گا جب تمام انبیاء علیہم السلام آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی شفاعت کے لیے درخواست کریں گے۔

خدا کے لیے کچھ سوچو اپنا رشتہ کس ہستی سے توڑ کر کس کے ساتھ جوڑ رہے ہو۔

حرف آخر:

حضرات! مجلس نے تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں یہ اہم اجتماع منعقد کیا ہے۔ تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں کی یہ پہلی کانفرنس نہیں ہے ہندستان میں جب سے فتنہ مرزائیہ کا آغاز ہو ہے مجلس احرار برابر اس کے استیصال میں سرگرم عمل رہی ہے۔ تحفظ ختم نبوت اس وقت نہایت نازک مسئلہ ہے کہ مسئلہ اسلام اور کفر کا مسئلہ ہے ختم نبوت کی حفاظت اسلام کی حفاظت ہے اور اسلام کی حفاظت جہاد اکبر ہے اور جو اس راستے میں جدوجہد کرے وہ غازی اور جو تحفظ ختم نبوت کے سلسلے میں جدوجہد کرتا ہو مر جائے گا وہ شہید ہے بلکہ ختم نبوت کا تحفظ شفاعت نبوی کے حصول کا قریب ترین راستہ ہے اللہ تعالیٰ ہمیں عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کی توفیق نصیب فرمائے۔

مولانا کی یہ تقریر اس قدر موثر تھی کہ سامعین پر وجد کی کیفیت طاری تھی حاضرین زار و قطار آنسوؤں کی بارش کر رہے تھے حضرت مولانا نے جو تقریر فرمائی وہ درت اصل سننے اور عمل کرنے کے قابل تھی اسے احاطہ تحریر میں لا کر منضبط کرنا مشکل تھا۔

(بقیہ ہدایت کے ستارے)

اسی طرح حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس جیسے مقام پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا تھا ”میرے صحابہ سے اچھا سلوک کرنا پھر ان سے جوان کے بعد آئیں گے۔“ (ریاض الصغریہ جلد اول ص ۱۱)۔

ایک اور حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ، میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہنا کیوں کہ تم میں سے اگر کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کر دے تو وہ ثواب

میں صحابہ کے ایک مددگار آدھ مد جو کے خرچ کے ثواب کو بھی نہ پہنچ سکے گا۔ (بخاری جلد اول، کتاب الناقب، مسلم جلد دوم ص ۲۷۲)۔

اس حدیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ایک عام انسان اور خواجہ رام نے انساں میں ثواب اور درجات کے لحاظ سے اس قدر فرق ہے کہ یہ برابر ہو ہی نہیں سکتے ہیں۔

بے شک جماعت صحابہ ہی وہ جماعت تھی کہ جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کو صحیح سمجھ کر اسی پر عمل کیا اور نہایت ایماندار اخلاق کے ساتھ ان احکامات کو امت تک پہنچایا، یہ وہ مبارک ہستیاں تھیں کہ جن کے کان ہمہ وقت محبوب کی دل نشین اور پیاری آواز سننے رہتے تھے جن کی آنکھیں نور نبوت کے جمال کا مشاہدہ کرتی رہتی تھی محبوب (ﷺ) کے خوبصورت اور حسین ترین چہرے کو دیکھتی رہتی تھیں جن کے ہاتھ محبوب کی حفاظت کے لیے دشمنوں پر اٹھا کرتے تھے جن کے سینے ہمہ وقت اعلیٰ کلمۃ اللہ کی خاطر تیر کھانے کے لیے تیار رہتے تھے، یہ نفوس قدسیہ ہیں کہ جن پر اعتماد کیے بغیر دین پر ایک قدم بھی نہیں چلا جا سکتا ہے۔

امت کی مائیں

مختصر سا تعارف

نبی کریم ﷺ کی نسبت مبارکہ کی وجہ سے ازواج مطہرات کا بہت ہی بلند مقام و مرتبہ ہے۔ آپ ﷺ کی تمام ازواج مطہرات امت کی مائیں ہیں اور ہر امتی کے لیے اس کی حقیقی ماں سے بڑھ کر لائق تعظیم و واجب الاحترام ہیں۔ (زر قانی ص ۲۱۶ ج ۳)

ازواج مطہرات کی تعداد گیارہ ہے دو کا وصال حضرت نبی کریم ﷺ کی زندگی میں ہی ہوا حضرت خدیجہ الکبریٰ، حضرت زینب بنت خدیجہ۔ نو بیویاں نبی کریم ﷺ کی وفات اقدس کے وقت موجود تھیں چھ خاندان قریش کے اونچے گھرانوں کی چشم و چراغ تھیں جن کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں:

حضرت خدیجہ، حضرت عائشہ، حضرت حفصہ، حضرت ام

فاطمہ تھیں۔ آپ کی عمر مبارک ۶۵ سال ہوئی تو آپ کا وصال ہو گیا۔ ۲۵ سال نبی کریم ﷺ کی خدمت میں زندگی بسر کی۔ آپ کا وصال مکہ میں ہوا خود نبی کریم ﷺ نے قبر میں اتار آپ کا وصال رمضان المبارک کے ماہ مبارک میں ہو جنت العلیٰ میں آپ کی قبر بنائی گئی۔ (زر قانی ص ۲۲۷ جلد ۳ اکماہ فی اسما الرجال ص ۳۹۳)

حضرت سودہ:

آپ کے والد کا نام زمعہ آپ کی والدہ کا نام شمس تھا۔ آپ نے حبشہ کی طرف ہجرت ثانیہ میں شرکت کی۔ آپ جب بیوہ ہوئیں تو نبی کریم ﷺ سے نکاح ہوا۔ آپ سے حدیث کی مشہور کتابوں میں پانچ روایات ہیں جن میں ایک بخاری میں ہے آپ کے وصال کے اقوال مختلف ہیں امام بخاری کی رائے ۲۳ھ ہے صاحب اکمال اور علامہ واقدی کی شوال ۵۴ھ ہے علامہ عسقلانی نے تقریب التہذیب میں ان کی وفات شوال ۵۵ھ میں ہوئی لکھا ہے (واللہ اعلم)

حضرت عائشہ

آپ کے والد حضرت ابو بکر صدیق تھے والد کا نام ام رومان تھا۔

شوال ۲ھ میں آپ کی رخصتی ہوئی صرف آپ ہی کنواری داخل ہوئی ہیں آپ کے شاگردوں میں صحابہ کرام اور تابعین داخل ہیں آپ کے فضائل میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں۔ ۱۷ رمضان المبارک ۵۷ھ یا ۵۸ھ کو مدینہ میں آپ کا وصال ہوا۔ حضرت ابو بکر ابو ہریرہ نے نماز جنازہ پڑھائی رات کے وقت جنت البقیع میں دوسری ازواج مطہرات کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔ (اکمال و حاشیہ ص ۶۱۲ و زر قانی ص ۲۳۲ ج ۳)

حضرت حفصہ:

آپ کے والد حضرت عمر فاروق تھے آپ کی والدہ کا نام حجرت زینب تھا ۳ھ میں آپ کا بیوہ ہونے کے بعد نبی کریم ﷺ سے نکاح ہوا آپ بہت ذہین و فطین تھیں آپ سے ساٹھ احادیث مروی ہیں جن میں پانچ بخاری شریف میں اور باقی دوسری حدیث کی کتب میں ہیں آپ کے شاگردوں میں بہت سے صحابہ اور تابعین ہیں شعبان ۴۵ھ میں وصال ہوا۔ مروان بن الحکم نے نماز جنازہ پڑھائی جنت البقیع میں دوسری ازواج مطہرات کے پہلو میں دفن کیا

گیا وفات کے وقت آپ کی عمر ساٹھ یا تریسٹھ سال تھی۔

(زر قانی ج ۳ ص ۲۳۶ ج ۱۳۸)

حضرت ام سلمہ

آپ کا نام ہند اور کنیت ام سلمہ ہے مگر مشہور کنیت سے ہی ہیں والد کا نام حزیفہ یا سہیل تھا والدہ کا نام عاتکہ بنت عامر تھا آپ کا پہلا نکاح ابو سلمہ سے ہوا جو نبی کریم ﷺ کے رضاعی بھائی تھے۔ حبشہ کی طرف سب سے پہلے ان دونوں ہی نے ہجرت فرمائی۔ ۴ھ میں حضرت ابو سلمہ کا وصال ہوا پھر بچوں کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے کاشانہ نبوت میں رہنے لگیں، آپ سے تین سواٹھتر احادیث مروی ہیں بہت سے صحابہ کرام اور تابعین آپ کے شاگرد ہیں

۵ھ میں مدینہ طیبہ میں چور اسی سال کی عمر میں وصال ہوا حضرت سیدنا ابو ہریرہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں یاد رہیچہ آپ کی وفات کے سال میں اختلاف ہے۔ زر قانی ص ۲۳۸ ج ۳ و اکمال و ص ۵۹۹)

حضرت ام حبیبہ

آپ کا نام رملہ تھا والد گرامی

سردار مکہ ابو سفیان بن حرب تھے والدہ کا نام صفیہ بنت العاص تھا آپ کا نکاح حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے وکیل بن کر نبی کریم ﷺ سے کیا مشہور واقعہ ہے کہ والد کو نبی کریم ﷺ کے بستر سے اٹھایا اور فرمایا کہ یہ نبی کریم ﷺ کا بستر ہے تم مشرک اور ناپاک ہو۔ آپ سے ۶۵ احادیث مروی ہیں جن میں سے دو حدیثیں بخاری و مسلم دونوں میں ہیں اور ایک وہ جس کو صرف مسلم نے نقل کیا ہے باقی دوسری حدیث کی کتابوں میں ہیں۔ آپ کے بھائی امام سیاست حضرت امیر معاویہ ہیں۔ ۳۳ھ میں وفات ہوئی جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔ (زر قانی ج ۳ ص ۲۴۲ مدارج نبوت ج ۳ ص ۲۸۱ ج ۳)

حضرت زینب

آپ نبی کریم ﷺ کی پھوپھی حضرت امیمہ بنت عبدالمطلب کی صاحبزادی تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے پہلے نکاح اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ سے کر لیا تھا جس کا ذکر قرآن میں سورۃ الاحزاب میں کیا گیا ہے، انجام کار یہ ہوا کہ طلاق ہوئی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے حضرت

زینب کا نکاح کر دیا۔ آپ سے گیارہ احادیث مروی ہیں جن میں سے دو بخاری و مسلم میں ہیں باقی نو احادیث دوسری حدیث کی کتب میں ہیں جب آپ کا وصال ہوا تو حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ مدینہ کے ہر کوچہ و بازار میں یہ اعلان کر دیا جائے کہ تمام اہل مدینہ اپنی مقدس ماں کی نماز جنازہ کے لیے حاضر ہو جائیں، امیر المومنینؓ نے خود نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔ ۲۰ھ یا ۲۱ھ میں ۵۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ (مدارج النبوة ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰)

حضرت زینبؓ

آپ کے والد کا نام خذیمہ تھا کثرت سے صدقات و خیرات کی وجہ سے اور مساکین کو کھلانے کی وجہ سے ام المساکین (مسکینوں کی ماں) لقب پڑ گیا۔ ۳ھ میں آپ کا نکاح نبی کریم ﷺ سے ہوا نبی کریم ﷺ کے نکاح میں دو یا تین مہینے زندہ رہیں اور ربیع الاول ۴ھ میں تیس سال کی عمر میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔ یہ ماں کی طرف سے ام المومنین حضرت میمونہؓ کی بہن ہیں۔ (زر قانی ج ۳ ص ۲۴۹)

حضرت میمونہؓ

آپ کا پہلے نام برہ تھا نبی کریم ﷺ نے بدل کر میمونہ رکھا۔ آپ کے والد کا نام حارث اور دادا کا حزن تھا والدہ کا نام ہند نانا کا نام عوف تھا ۷ھ میں عمرہ القضاء سے واپسی پر مقام سرف میں ان کو اپنی قرمت سے سرفراز فرمایا۔ آپ سے کل چھتر احادیث مروی ہیں جن میں سے سات بخاری و مسلم شریف دونوں میں ہیں ایک ایسی حدیث بھی ہے جو صرف بخاری میں ہے باقی دوسری حدیث کی کتابوں میں نہیں ان کی وفات پر تین قول نقل ہیں مشہور قول ۵۱ھ کا ہے ان کی وفات کے وقت ان کے بھانجے حضرت عبداللہ بن عباسؓ موجود تھے اور انہوں نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کو قبر میں اتارا۔ محدث عطا کا بیان ہے کہ ہم لوگ ابن عباسؓ کے ساتھ حضرت میمونہؓ کے جنازہ میں شریک تھے جب جنازہ اٹھایا گیا تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بہ آواز بلند فرمایا کہ اے لوگو یہ رسول اللہ ﷺ کی بیوی ہیں تم لوگ ان کے جنازہ کو بہت آہستہ آہستہ لے کر چلو اور ان کی مقدس لاش کو نہ جھنجھوڑو

حضرت یزید بن اصبمؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے حضرت علیؓ کی میمونہؓ کو مقام سرف میں اسی چھپر کی جگہ میں دفن کیا جس میں رسول اللہ ﷺ نے ان کو پہلی بار اپنی قرمت سے سرفراز فرمایا۔ (زر قانی ج ۳ ص ۵۲۳)

حضرت جویریہؓ

آپ کا پہلے کا نام برہ تھا نبی کریم ﷺ نے بدل کر جویریہ رکھا یہ قبیلہ بنی مطلق کے سردار اعظم حارث بن ضرار کی بیٹی تھیں۔ غزوہ مریح میں گرفتار ہوئیں اور پھر کتبہ کر کے آپ ﷺ سے نکاح ہوا۔ آپ سے سات احادیث مروی ہیں جن میں سے دو بخاری و مسلم اور تین دوسری حدیث کی کتابوں میں ہیں۔ ۵۰ھ میں مدینہ میں وفات پائی حاکم مدینہ مروان نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن کی گئیں وصال کے وقت ۶۵ ساک عمر تھی بہت ہی خوش نصیب خاتون تھیں، آپ کی وجہ سے پورے خاندان کو عزت ملی۔ (زر قانی ص ۲۵۵ ج ۳ مدارج النبوة ص ۲۸۱ ج ۲)

حضرت صفیہؓ

آپ کا نام زینب تھا نبی کریم ﷺ

نے بدل کر صفیہ رکھ دیا آپ کے والد کا نام حنی تھا دادا کا نام اخطب تھا ماں کا نام ضرہ اور نانا کا نام سموئل تھا آپ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور یہ بنی اسرائیل کا خاندان ہے۔ ۷ھ میں آپ کا نکاح ہوا آپ سے دس احادیث مروی ہیں جن میں سے ایک حدیث بخاری و مسلم دونوں میں باقی نو احادیث دوسری کتب احادیث میں ہیں آپ نے ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی جنت البقیع میں مدفون ہوئیں وفات کے سال میں دو قول ہیں ۵۰ھ، ۵۲ھ۔ (زر قانی ج ۳ ص ۲۵۹ مدارج النبوة ص ۳۸۳ ج ۲)

وضاحت:

ان گیارہ ازواج مطہرات میں سے حضرت خدیجہ الکبریٰؓ تو ہجرت سے پہلے ہی وفات پا چکی تھیں حضرت زینبؓ خدیجہؓ بھی نبی کریم ﷺ کے سامنے وفات پا گئیں آپ ﷺ کے وصال اقدس کے وقت نو زندہ تھیں جن میں سے آٹھ کی باریاں تھیں حضرت سودہؓ نے اپنی باری حضرت عائشہؓ کو بہہ کر دی تھی۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد سب سے

پہلے حضرت زینبؓ بنت جحشؓ نے وفات پائی حضرت میمونہؓ سے آخری نکاح ہوا جس کے بعد آپ ﷺ نے کسی سے نکاح نہیں فرمایا اور سب سے آخر میں ازواج مطہرات میں سے حضرت ام المومنین ام سلمہؓ نے رحلت فرمائی ان کی وفات سے دنیا امہات المومنین کے وجود سے خالی ہو گئی۔ (سلام علیہن اجمعین)

نوٹ :- ان کے علاوہ چار باندیاں تھیں جن میں سے حضرت ماریہ قبطیہؓ مشہور ہیں جن کے اسمائے درج ذیل ہیں:

حضرت ماریہ حضرت ریحانہ، حضرت نفیسہ، چوتھی کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ (زر قانی ص ۲۷۴)

قارئین کرام! اچھی اولاد وہ ہے جو اپنی ماں کی عزت و ناموس کا خیال رکھے یہ تو وہ روحانی مائیں ہیں جن پر فرشتوں کے سلام آئے اللہ کا سلام الیا جنہوں نے سید دو عالم ﷺ کی خدمت کی جنہوں نے ہر دکھ و غم میں نبی کریم ﷺ کا ساتھ دیا یاد رہے یہ ناموس رسالت ﷺ کی پاسبان تھیں جن کے نام و چادر کا بھی امت پر

فرض ہے کہ ادب و احترام کرین ان خوش نصیب ازواج مطہرات کے نصیب پر آسمان ناز کرے کہ ان کے شوہر امام الانبیاء ﷺ ہیں اے اللہ ہم کو ان اپنی روحانی ماؤں کا ادب و احترام کرنے کی توفیق عطا فرما، اسی پر زندہ رکھ کر اسی پر موت نصیب فرما۔ (آمین)

(بقیہ ہمسنون لباس) مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کی خاطر ایک زبردست پرویجندہ ہے۔ آج مسلمان اپنے دین و ایمان کو چھوڑ کر اور حضور ﷺ کی تعلیمات کو خیر باد کہ کر دشمنان اسلام کی تقلید میں سرگرداں ہیں ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ آج تو وہ تہذیب و شائستگی کا نام لے کر بڑے حزمہ سے اللہ اور رسول کو ناراض کر رہے ہیں کل قیامت کے دن ان کا کوئی بہانہ کارگر ثابت نہیں ہو سکتا وہاں تو شیطان بھی اپنے قبیحین سے یہ معذرت کرے گا۔ لباس کے استعمال سے دو اسلام ٹر رہ کر زیب و زینت اور کراہت و زیبائش کے معاملے میں ہمیں دیگر اقوام کی اندھی تقلید نہ جائے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے اذکات کو ماننا اور اس پر پر غلوص عمل کرنا چاہئے اسی میں ہماری دونوں جہانوں کی کامیابی اور کامرانی مضمر ہے۔

اسلام کہ اک دین ہے

مظاہرہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ اور خود میرے ساتھ کرتے تھے متاثر کن تھا۔ خاص بات یہ تھی کہ مذہب کے ساتھ ان کا والمانہ لگاؤ تھا اس مذہب کے ساتھ جسے غلط اور منفی انداز میں دنیا کے سامنے پیش کیا جا رہا تھا۔

غیر شعوری طور پر اسلام بتدریج میرے دل میں جگہ بنانے لگا اور اس کے متعلق جوں جوں میرا علم بڑھتا گیا یہ مجھے اتنا ہی محبوب لگنے لگا حتیٰ کہ میرے اپنے مذہب عیسائیت سے بھی آگے نکل گیا مجھے حیرت ہوئی کہ اسلام کے بارے میں میرا ماضی کا تاثر کس قدر غلط تھا اور عورت کو اسلام کے عطا کردہ حقوق و احترام اور بلند مرتبے کے متعلق علم نے تو مجھے مبہوت ہی کر ڈالا اب میں نے اسلامی انداز زندگی اور بودی امریکی اصطلاح (قدامت پسندی) دونوں کی حقیقت دریافت کر لی تھی یہ جو کہ کہا جاتا ہے کہ اگر کھلے ذہن کا مالک ناقص دلیل رکھتا ہو تو اسے طاقتور دلیل اور بیچ کو قبول کر لینا چاہیے خواہ کہیں ملے، یہی معاملہ میرا تھا نئی شہادتیں ہر دفعہ کوئی نئی گرہ کھولتی چلی گئیں اور لٹریچر دستیاب ہونے لگا جو میرے ذہن کو

منفعل گھریلو خادمہ کے طور پر زندہ رہتی اور تشدد سستی ہے اور اپنے شوہر کی چار بیویوں میں جاری ازدواجی محبت حاصل کرنے کی دوڑ میں سبقت لے جانے کی کوشش کرتے رہنا جس کی مجبوری ہے۔ ان نظریات میں سے اکثر کو میں نے سنی سنائی پر یقین کر کے اپنایا تھا یا نئی وی پر ایران اور سعودی عرب کے بارے میں چند دستاویزی فلمیں دیکھ کر اپنے سینے پر فرض کر لیا تھا۔ یونیورسٹی پہنچنے پر مختلف پس منظر رکھنے والے کئی مسلمان طالب علموں سے میرا واسطہ پڑا لا شعوری طور پر میں ان کی طرف متوجہ ہوئی اور ان کے مذہب کے متعلق مزید جاننے اور سمجھنے کی امنگ نے خود مجھے حیران کر دیا میں نے دیکھا کہ وہ انتہائی مطمئن زندگی گزار رہے تھے اور جس کشادہ دلی اور اعلیٰ ظرفی کا

غور و فکر کی صلاحیت پیدا ہونے کے ساتھ ہی میرا کیلے خالق پر یقین تھا جس پر تمام حاضر موجود کا انحصار ہے، اگرچہ میرے والدین بدھ مت سے تعلق رکھتے ہیں لیکن جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے میں نے مستقل مزاجی سے خدائے واحد کی پرستش کی اور اس کی طرف ہمیشہ رجوع کیا۔ عیسائی ماحول میں تعلیم پانے کی وجہ سے میری شناخت شروع ہی سے عیسائی کے طور پر ہوئی۔

بد قسمتی سے اسلام کے متعلق میرا علم بے حد محدود تھا اور میں یہ سمجھتی تھی کہ یہ شرق اوسط میں بننے والی چند غیر مہذب اقوام کا مضحکہ خیز مذہب ہے جو نامعقول حد تک ناروا اور جبر پر مبنی ہے خصوصاً عورتوں کے لیے میرا تصور کہ تھا کہ مسلم عورت کتر خیال کی جاتی ہے اور محض ایک

قابل اور دل کو مائل کرتا چلا گیا۔ اب تو مجھے اسلام کے متعلق سب کچھ معلوم کرنے کا جنون سا ہو گیا۔ اسلام کے ماننے والوں کے ساتھ وابستگی تو مجھے بہت پہلے ہی محسوس ہونے لگی تھی اسلام کی یہ خوبی کہ زندگی کے ہر پہلو میں بے مثال رہنمائی فراہم کرتا ہے سب سے بڑھ کر جاذب توجہ تھی۔ بالآخر وہ گھڑی آگئی جب میں اس بارے میں یکسو ہو گئی کہ عیسائیت بطور مذہب کے کئی نقائص کا مجموعہ ہے اور میری اسلام کے بارے میں سابقہ رائے جمالت پر مبنی تھی چنانچہ ایک دوپہر تقریباً بیس افراد کے سامنے میں نے کلمہ شہادت پڑھا اور باقاعدہ مسلمان ہو گئی۔ میں یقیناً اس خوش بختی والے دن کو اور اس بات کو کبھی فراموش نہیں کر سکتی کہ میری زندگی پہلے ہی سال میں کس قدر بدل گئی مجھ سے اکثر سوال کیا جاتا ہے کہ اسلام کی طرف آنا کیسا لگا؟ اور کیا کیا مسائل درپیش آئے؟ کسی ترس اور رحم کا ظاہر بن کر میں اس موضوع پر زیادہ گہرائی میں جانا نہیں چاہتی تاہم چند تجربات کا ذکر ضرور کروں گی؛ پہلا رمضان شروع سے آخر

تک ایک آزمائش کا دور تھا تقریباً ہر روز گھر میں جھگڑے ہوتے طعن و تشنیع کی بوچھاڑ کی جاتی مضحکہ اڑایا جاتا اور دھمکیاں دی جاتیں کئی دفعہ میرے کمرے میں ادھم مچا کر اسے ادھیڑ کر رکھ دیا گیا پر اسرار طور پر کتابیں غائب ہو گئیں اور غلیظ قسم کے ٹیلیفون مجھے اور میرے دوستوں کو کیے جاتے۔ اس طرح کے واقعات بھی بارہا پیش آئے کہ گھر کا دروازہ مجھ پر بند کر دیا جاتا یا مجھے بھوکا رکھنے کے لیے جان بوجھ کر سور کا گوشت پکایا جاتا یہاں تک کہ تادم تحریر میری ڈاک مجھے بعد میں موصول ہوتی ہے اور اس میں تانک جھانک پہلے سے کی جا چکی ہوتی ہے نہ صرف مجھے گھر میں آنے اور کھانے سے محروم رکھا جاتا ہے بلکہ مالی طور پر بھی خود بھاگ دوڑ کرنی پڑتی ہے ٹیلیفون ہی واحد ذریعہ رہ گیا ہے کہ جب موقع میسر آئے تو چپکے سے کسی مسلمان سے رابطہ کر کے مزید اسلامی تعلیمات سیکھوں، مجھے اپنی تحریروں اور مسجد جانے کو ہمیشہ چھپانا پڑتا ہے اور مسلم دوستوں سے ملنے پر کڑی پابندی ہے کہ کہیں وہ مجھے مزید بھڑکانہ دیں نماز اس وقت تک نہیں

پڑھ سکتی جب تک یقین نہ ہو جائے کہ کوئی اس پاس نہیں ہے اسی طرح رمضان کے دوران اپنی مسرت کا اظہار بھی نہیں کر سکتی میں ابھی تک حجاب اوڑھنے کی نعمت سے محروم ہوں جبکہ اسلامی تعلیمات پر گفتگو یا کسی مسلمان عالم سے سیکھا ہو سبق دہرانے کا موقع بھی نہیں ملتا میں چاہتی ہوں کہ مسلم دنیا اور اسلام پر میڈیا کے ذریعے سے اچھالے جانے والے کیچڑ کے خلاف دفاعی جنگ لڑوں اور میرے والدین اس ضمن میں جو بوسیدہ خیالات رکھتے ہیں ان سے مسلسل نبرد آزما ہوں۔ والدین جب مجھ سے بیزاری اور نفرت کا اظہار کرتے ہیں تو ناقابل برداشت ہو جاتا ہے اسی لیے میں شروع میں خود کو حد درجہ غیر محفوظ خیال کرتی کہ والدین مجھے مسلسل اذیت سمجھنے لگے ہیں رمضان کے پورے مہینے میں میری ماں مجھ سے ایک لفظ نہیں بولی جبکہ دوسروں کو مخاطب ہو کر مجھے ہمیشہ یہ بات سناتی رہتی کہ میں نے خاندان کا نام ڈبو دیا ہے اور سخت غداری کی مرتکب ہوئی ہوں۔ میری ایک نہیں سنی جاتی اور

مجھے بار بار کو سا جاتا ہے جیسے میں نے
 ناقابل معافی جرم کیا ہے اور کسی کو
 معاشرے میں منہ دکھانے کے قابل
 نہیں چھوڑا پھر بھی مجھے کوئی شکوہ
 نہیں اور نہ میں یہ سمجھتی ہوں کہ
 میری زندگی عذاب ہو گئی ہے اس کے
 برعکس میں پہلے سے کہیں زیادہ مطمئن
 اور پرسکون ہوں یہ حالات بیان
 کرنے کا مقصد تو آپ کو یہ باور کرانا ہے
 کہ آپ لوگوں کو مواقع میسر ہیں مگر
 اکثریت دین کی قدر نہیں کرتی۔
 کاش آپ لوگ محسوس کر
 سکیں کہ مجھ جیسے نئے اسلام لانے
 والوں کو جب دین سے دور، مجبوری
 اور لاچاری کے عالم میں رکھا جائے تو
 ہمارے دل پر کیا گزرتی ہے۔
 کاش سب لوگ دین کی قدر
 کرنا سیکھ لیں۔
 سطحی طور پر ان مشکلات پر
 نظر ڈالی جائے تو لگے گا کہ مسلمان
 ہو کر سوائے دکھوں کے مجھے کچھ
 حاصل نہیں ہوا حالانکہ یہ تاثر قطعی
 غلط ہے اسلام نے تو مجھے عظیم
 انعامات سے نوازا ہے جب میں ان
 انعامات کا سوچتی ہوں جو اللہ تعالیٰ نے
 میرے لیے جنت میں رکھے ہوئے

ہیں تو میرا دل رواں شکر گزاری اور
 مسرت کی انوکھی کیفیات محسوس کرتا
 ہے۔
 میں نے اگرچہ اسلام کو حق
 اور سچ سمجھ کر قبول کیا تھا مگر مجھے
 اندازہ نہ تھا کہ یہ میرے اندر کس قدر
 تبدیلیاں لے آئے گا اب میں حیران
 ہوں کہ اسلام کے ذریعے سے مجھے
 کس قدر علم حاصل ہوا ہے اسلام
 میرے خیالات میں کس قدر رچ بس
 گیا ہے امت مسلمہ کے حوالے سے
 میرے احساسات کس قدر بڑھ گئے
 ہیں اور کیسے میں ہر گزرتے لمحے میں
 پہلے سے بہتر مسلمان بنتی جا رہی
 ہوں۔ یوں لگتا ہے کہ زندگی کی
 مسلسل ترقی کا نام اسلام ہے یہ تو گویا ہر
 خلعے پر چھا جاتا ہے اور روح کی ہر جہت
 کو اپنے اندر سمو لیتا ہے۔
 حضرت ابو ہریرہؓ نبی اکرم
 ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ
 ﷺ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا:
 اللہ کا ارشاد ہے کہ میرا بندہ
 میرے نزدیک آتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں
 اس کی سماعت من جاتا ہوں جس سے
 وہ سنتا ہے اور اس کی بصارت من جاتا
 ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا

ہاتھ من جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا
 ہے اور اس کی ٹانگیں من جاتا ہوں جن
 سے وہ چلتا ہے۔ (صحیح بخاری)
 میں اپنے ذاتی تجربے کو بلا کم
 و کاست اسی طرح پاتی ہوں۔
 فقید المثال طور پر میں نے
 ایک مذہب کے ذریعے سے انسان
 کے انفرادی اور سماجی رویوں کے
 بارے میں علم حاصل کیا اسی طرح
 جیسے جیوفزکس اور فلکیات کا ادراک
 حاصل کیا جوں جوں اسلام سے میری
 شناسائی بڑھتی جا رہی ہے میرا یہ یقین
 پختہ تر ہوتا جا رہا ہے کہ اسلام نے
 انسان کو درپیش آج کے سماجی و معاشی
 مسائل کا حل پہلے ہی پیش کر رکھا
 ہے۔ پچھلے ایک سال میں میری
 اسلامی معلومات بہت وسیع ہوئی ہیں
 میں نے کئی قرآنی آیات کا زیادہ تفصیل
 سے مطالعہ کیا ہے اس دوران کبھی
 ایک بار بھی ایسا نہیں ہوا کہ مجھے قرآن
 کے مستند ہونے یا اسلام کے دور حاضر
 کے سماج سے متعلق مسائل حل
 کرنے کے بارے میں کوئی شک
 گزرا ہو۔
 مجھے اپنی شناخت مل چکی ہے
 میری خود اعتمادی میں اضافہ ہوا ہے

آج میں ایک مضبوط باصلاحیت عورت
 ہوں جو اپنے وجود سے پوری طرح آگاہ
 اور اپنی زندگی اور اپنی زندگی کی جنگ
 لڑنے کے سلسلے میں زیادہ محفوظ اور
 تیار ہے۔ اس مضمون سے اگر مجھے کچھ
 حاصل ہوا ہے تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کی
 عظمت اور رحمت کو بیان کیا ہے جو ہر
 چیز پر قادر ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد
 ہے:
 ”وہ ہدایت دیتا ہے جسے وہ
 چاہتا ہے۔“
 ہاں واقعی مجھ پر اس کی
 رحمت ہوئی ہے اور میں ان لوگوں میں
 سے ایک ہوں جنہیں ہدایت کی
 روشنی ملی اور جن کو قلب سلیم عطا ہوا
 ہے۔
 (بقیہ) ہمارے پیارے رسول ﷺ
 کے اخلاق و عادات
 نام ایلیہ تھا ایک زمانے میں آپ کے
 یہاں بیس درہ راہی اونٹنیاں تھیں ایک
 کا نام قصواء تھا دوسرے کا نام عضاء تھا
 ایک زمانے میں سو بھریاں آپ کے پاس
 تھیں ان میں دو بھریاں خاص دودھ
 کے لیے تھیں ایک کا نام خونہ تھا
 دوسری کا نام بھین تھا اور ایک سفید
 رنگ کا مرغ تھا آپ کے پاس نو

تلواریں تھیں ایک کا نام ذوالفقار تھا اور
 باقیوں کے نام یہ ہیں قلعی
 بتاصیف مجذم ربوب قضیب۔ آپ
 کیپاس چار نیزے تھے ایک کا نام شوا
 ایک حربہ تھا جس کا نام بیضاء تھا اور
 ایک ڈنڈا تھا ایک خمدار لائچی تھی نام
 مرجون تھا چار کمانیں تھیں ایک کا نام کتوم
 تھا ایک ترکش تھا جس کا نام منور تھا ایک
 ڈھال تھی نام اس کا رزلوق تھا ایک خود تھا
 نام اس کا حداسوع تھا (حوالہ عبریہ لغت)

تو کائناتِ حسن ہے یا حسنِ کائنات

اعظم جستی

سمجھا نہیں ہنوز مرا عشقِ بے ثبات
 تو کائناتِ حسن ہے یا حسنِ کائنات
 جو ذکرِ زندگی کے فسانے کی جان ہے
 وہ تیرا ذکرِ پاک ہے اے زینتِ حیات
 اک خالقِ جہاں ہے تو اک مالکِ جہاں
 اک جانِ کائنات ہے اک وجہِ کائنات
 بزمِ حدوث میں ہے مقدم ترا وجود
 خالق کے بعد کیوں نہ مکرم ہو تیری ذات
 اب تک سچی ہوئی ہے ستاروں کی انجمن
 اس انتظار میں کہ پھر آئیں وہ ایک رات
 ارشادِ مآرِ میت سے ظاہر ہوا یہ راز
 ہے کبریا کا ہاتھ رسولِ خدا کا ہاتھ
 اعظم میں ذکرِ شاہِ زمن کیسے چھوڑ دوں
 میرے لئے تو ہے یہی سرمایہ حیات

ہدایت کے ستارے

(دوسری 'آخری' قسط)

اس حدیث مبارکہ سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ بدر کے شرکاء اور صلح حدیبیہ کے شرکاء مغفور لہم ہیں اور ان کے بارے میں دخول جنت کی بشارت آپ ﷺ نے نہایت واضح لفظوں میں فرمادی۔

آپ ﷺ کو صحابہ کرام سے اتنی سچی اور انتہائی محبت تھی کہ دنیا سے وصال فرمانے سے پہلے ہی امت کو صحابہ کرام کے بارے میں خوب تاکید کر گئے ان کے مرتبہ و مقام اور درجہ کو امت پر خوب واضح کر دیا تاکہ بعد میں آنے والے میرے ان عشاق کو میرے ان جاں نثاروں کو تنقید کا نشانہ نہ بنائیں ان پر انگلیاں نہ اٹھائیں لہذا منبر صادق ﷺ نے صحابہ کرام کے بارے میں وصیتیں فرمادیں چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ:

مفوم رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگو جب تقدیر کا تذکرہ ہو تو رک جانا جب علم نجوم کا ذکر ہو تو (صدق سے) رک جانا جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو (بدگوئی سے) رک جانا

(بخاری، ج ۱، ص ۱۰۰) اس حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے صحابہ کرام کے بلند مقام و مرتبہ کو ان لفظوں کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ "لوگوں! میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرنا، اللہ سے ڈرنا، لوگو! انکو میرے بعد اعتراضات کا نشانہ نہ بنانا جو ان سے محبت کرے گا تو مجھ سے محبت کی بنا پر ان سے

محبت کرے گا۔ اور جو ان سے دشمنی رکھے تو مجھ سے دشمنی کی بنا پر ان سے دشمنی رکھے گا، جو ان کو دکھ دے گا اس نے مجھے دکھ دیا اور جس نے مجھے دکھ دیا پس اس نے اللہ کو ستایا اور جس نے اللہ کو ستایا تو عنقریب اللہ اسے عذاب میں گرفتار کرے گا"۔ (مشکوٰۃ ص ۵۵۳)

یعنی آپ ﷺ نے محبت اور دشمنی کا ایک پیمانہ مقرر فرمادیا ہے کہ جس کے قلب میں صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت کا جذبہ ہوگا وہ اسی وجہ سے ہوگا کہ اسے مجھ سے محبت ہوگی ظاہر سی بات ہے کہ محبت کو محبوب کی ہر چیز سے عشق ہوگا اسے محبوب کا اٹھنا بیٹھنا اور بولنا بھی اچھا لگے گا اور جن اشخاص سے محبوب کو محبت ہوگی محبت بھی ان سے محبت کرے گا اگر ہم کسی کے بیٹے کو تکلیف دیں تو باپ اس تکلیف پر تڑپ اٹھے گا اور اس کا اظہار بھی کرے گا۔ اسی طرح آپ ﷺ کی نگاہوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وہ مرتبہ و مقام تھا کہ آپ نے فرمادیا کہ جس نے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کو دکھ دیا تو گویا اس نے مجھے دکھ دیا" یعنی صحابہ کو دکھ دینا ان پر تنقید کرنا گویا خود ذات نبوت پر تنقید کرنا ہے خود آقا و جہاں ﷺ کو تکلیف پہنچانے کے مترادف ہے اور جس نے آپ ﷺ کو تکلیف پہنچائی تو گویا اس نے رب العالمین کو ستایا اور اللہ کو ستانا عذاب شدید کو دعوت دینا ہے۔ (باقی ص ۱۱۰)

پروفیسر محمد اجتہاد ندوی

مولانا محمد اسماعیل شہید

وطن عزیز کی اسلامی تاریخ کو جیسا طور سے یہ فخر حاصل ہے کہ اس کے اوراق زریں ایک عزیز الشان، بے مثال اور ممتاز علمی دینی اور تحقیقی گہرانہ کے شاندار کارناموں سے ضو فشاں ہیں۔ دہلی کا شہرہ آفاق گرانہ ولی اللہی ہے جس کے گل سرسید حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی، ان کے نامور فرزند گان اور پوتے دونوں سے ہیں جن کی علمی کاوشوں تصنیفی کارناموں اور دعوت و جملا کے میدانوں میں کارہائے نمایاں سے صغیر کے تمام مدارس مراکز علم اور مکاتب فکر فیض حاصل کر رہے ہیں۔ اس مبارک خاندان سے ایک ایسے عظیم مجاہد شخصیت کا تعلق تھا جن کے تذکرہ سے اسلامیان ہند کا سر بلند ہو جاتا ہے یہ حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید کی شخصیت تھی جو بیک وقت عالم بھی تھے داعی بھی تھے

مصنف بھی تھے، مناظر بھی تھے توجی توحید خالص اور عقیدہ حقہ کے علمبردار بھی تھے غازی و مجاہد تھے اور خدا کی راہ میں شہید بھی ہوئے۔ آپ شاہ ولی اللہ صاحب کے پوتے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے بھتیجے اور شاہ عبدالغنی دہلوی کے صاحبزادے تھے ۱۲ ربیع الثانی ۱۱۹۳ھ کو اپنی نائینہال پھلت ضلع مظفر نگر یوپی میں پیدا ہوئے آپ کی والدہ محترمہ پھلت کے مشہور عالم مولانا علماء الدین پھلتی کی صاحبزادی تھیں آپ جس زمانہ میں پیدا ہوئے وہ مغل بادشاہ اکبر شاہ ثانی کا دور تھا اور مغل سلطنت آخری سانس لے رہی تھی ہر طرف انتشار اور بد نظمی تھی مسلمان ہر جانب سے ظلم و زیادتیوں اور تشدد کا شکار تھے ان کی تہذیب و تمدن علم و فکر ریاست و حکمرانی ہی

خطرہ میں نہ تھی بلکہ دین و ایمان کی سطح کئی کے منصوبے بنائے جا رہے تھے۔ ان حالات میں خانوادہ ولی اللہی کے ہر فرد نے اپنے تن من و دھن کی بازی لگا کر اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کی۔ مولانا اسماعیل شہید نے آٹھ

برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا اور اس کے بعد اپنے والد ماجد شاہ عبدالغنی سے فقہ، نحو و صرف کی کتابیں پڑھنی شروع کی مگر ابھی آپ کی عمر دس سال کی تھی کہ ۱۶ رجب ۱۲۰۳ھ میں والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا تو چچا شاہ عبدالقادر نے سر پرستی فرمائی زیادہ تر کتابیں انہیں سے پڑھیں اور کچھ کتابیں اپنے دوسرے چچا شاہ رفیع الدین سے مکمل کیں آخر میں اپنے بڑے والد (تایا) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے حدیث شریف کا علم حاصل کیا اور سولہ سال کی عمر میں متداول کتابیں ختم کر کے فارغ التحصیل ہو گئے اللہ تعالیٰ کو ان سے علم کے ساتھ جہاد اور میدان کارزار میں کام لینا تھا اس لیے چچن سے فن سپہ گری سے ذوق و شوق پیدا کر دیا چنانچہ اکیس سال کی عمر میں جنگی فنون میں پورے طور پر مہارت حاصل کر لی

سردی گرمی اور تیز دھوپ برداشت کرنے کی مشق کر لی سردی میں ہلکا کپڑا پہنتے اور گرمی میں پتے ہوئے فرش پر برہنہ پا چلتے کم کھاتے اور کم سوتے اپنے کو سخت سے سخت حالات میں زندگی گزارنے کے عادی بناتے ان جنگی مشقوں کے ساتھ تقریر و وعظ، درس و تدریس کے علاوہ تصنیف و تالیف اور طلبہ کی تربیت بھی کرتے، مروجہ رسم و عادات اور باطل خیالات و عقائد سے انہیں سخت تکلیف تھی لہذا انہوں نے شاہ جہانی مسجد میں تقریر و وعظ شروع کیا جس میں اصلاح عقائد و نیک اعمال اختیار کرنے کی ترغیب دیتے اس کے امید افزا نتیجے برآمد ہوئے اور بڑی تعداد میں لوگوں نے برائیوں گناہوں باطل عقیدوں فاسد خیالات اور غلط رسم و رواج سے توبہ کی، جامع مسجد کے صحن میں میٹر ہیوں پر اور گیلریوں میں دکانیں لگنی شروع ہو گئی تھیں، خوانچے والے آواز لگا کر سودا بیچتے تھے مورت اور بت کی شکل کے کھلونے مسجد کے صحن میں فروخت ہوتے تھے آپ نے بڑی جدوجہد اور کوشش کر کے ان دوکانوں کو وہاں سے منتقل کروایا اور مورت کی

فروخت بند کروائی لیکن حاسدوں اور باطل پرستوں نے اکبر شاہ ثانی سے شکایت کی کہ مولانا اسماعیل شاہ جہانی مسجد میں انبیائے کرام اولیاء اللہ اور ائمہ کی توہین کرتے ہیں نیز ان کے دشمن ہیں اس لیے ان کے وعظ بند کروادیے جائیں بادشاہ نے کسی حکم کے صادر کرنے سے پہلے مولانا شہید کو طلب کیا اور براہ راست اس شکایت کے بارے میں دریافت کیا مولانا رحمہ اللہ نے سیدھے سادے الفاظ میں اپنے خیالات اور معتقدات کی وضاحت فرمائی اور فرمایا کہ یہی اسلام کی دعوت اور اس کا پیغام ہے بادشاہ اکبر شاہ ثانی مولانا کے جواب سے مطمئن اور متاثر ہو اور اس نے پورے احترام و اکرام کے ساتھ رخصت کیا حاسدوں اور توہم پرستوں کو جب بادشاہ کے یہاں ناکامی ہوئی تو ایسٹ انڈیا کمپنی کے ریزیڈنٹ کو کئی دستخطوں کے ساتھ درخواست دی کہ شاہ جہانی مسجد میں مولانا اسماعیل کے وعظ سے بلوہ اور نقض و امن کا خطرہ ہے اس لیے ان کے وعظ بند کرا دیے جائیں ریزیڈنٹ نے بلا تحقیق وعظ بند کرنے کا حکم دے دیا اور

چالیس روز تک تقریر و وعظ بند رہا مگر مولانا کا معمول کے مطابق درس جاری رہا البتہ وعظ سے جو نفع ہو رہا تھا اس کا سلسلہ بند ہو گیا اس کا مولانا شہید کو بڑا دکھ تھا چنانچہ اس بارے میں ریزیڈنٹ بہادر سے خود گفتگو کرنے کے لیے تشریف لے گئے اور صحیح صورت حال کی وضاحت فرمائی ریزیڈنٹ آپ کے بیان سے بہت متاثر ہوا اور اس نے اسی وقت کو تو ال کو حکم دیا کہ وعظ کی اجازت دیدی جائے اس طرح از سر نو آپ کا فیض اور تربیت کا سلسلہ جاری ہو گیا جس سے خلق خدا نے بڑا فائدہ حاصل کیا اسی دوران مشرقی شہر رائے بریلی سے مجاہد اسلام امیر المؤمنین سید احمد شہید دہلی تشریف لائے اور حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی کی خدمت میں حاضری دی ان کی خداداد صلاحیتوں اور روحانی کیفیتوں سے مولانا اسماعیل شہید بہت متاثر ہوئے اور باوجودیکہ ان سے عمر میں بڑے تھے ان کے سامنے زانوے تلمذتہ کیے اور دعوت و جہاد کے کاموں میں پورے طور سے ساتھ ہو گئے ساتھ ہی نواب امیر خاں کے لشکر سے منسلک ہو کر جنگ کی نیز

نواب امیر خاں کے لشکر میں اصلاحی و دعوتی سرگرمیوں میں سید صاحب کے دست راست بنے رہے جب سید صاحب نے نواب صاحب کے انگریزوں سے معاہدہ کر لینے کی بنا پر علاحدگی اختیار کی تو آپ نے بھی سید صاحب کا ساتھ دیا اور پورے ہندستان کے شہروں میں اصلاح و دعوت کے سفر میں شریک رہے جب سید صاحب نے حج کا ارادہ فرمایا تو مولانا اسماعیل شہید ان کے ہم رکاب ہوئے اور حرمین شریفین میں علماء سے ملاقاتوں عوام سے رابطوں عالم اسلام کے وفد سے گفت و شنید میں حصہ لیا حج سے واپسی کے بعد پنجاب و سرحد کے علاقہ میں سکھوں کی جانب سے مسلمانوں پر ظلم و ستم کے واقعات نے شدید تشویش میں مبتلا کر دیا سید صاحب کے ہمراہ مسلمانوں کے حقوق کی بحالی اور جہاد کے لیے سرحد کا سفر کیا اس مبارک جہاد کی ایک رپورٹ کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

حضرت سید احمد شہید کے ساتھ تین ہزار میل کا راستہ طے کر کے پشاور کے علاقہ میں پہنچے یہاں اللہ کا پیغام سنانے اور اللہ کا کلمہ اونچا

کرنے کے لیے جتنی کوششیں وہ کر سکتے تھے انہوں نے کیں سخت سے سخت مصیبتیں اٹھائیں انتہائی مشقتیں برداشت کیں اور صبر آزما محنتیں جھیلیں جتنی جنگیں مجاہدین نے لڑیں ان سب میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جو سیاسی خطوط حکمرانوں کے نام روانہ ہوتے تھے وہ زیادہ تر آپ ہی کے لکھوائے ہوئے ہوتے تھے۔

مرزا حیرت کے بیان کی رو سے گیارہ لڑائیاں ہوئیں ان سب میں حضرت مولانا شہید دہلوی شریک رہے پنجاب کی شکایتوں کی تحقیق کے لئے خود وہاں کی زبان سیکھی دو برس قیام کیا اور پختہ خود دیکھا کہ رنجیت سنگھ اور سکھوں نے مسلمانوں پر ناقابل برداشت مظالم ڈھار کھے ہیں بہت سی مسجدیں سکھوں کے قبضہ میں تھیں جن میں گھوڑے بندھتے تھے یا دفتر قائم تھے مسلمان عورتوں کی عزت و اہم و بھی محفوظ نہ تھی ان سب کو دیکھ کر واپس آئے اور حضرت سید احمد شہید کو مفصل رپورٹ پیش کی۔

سید صاحب کے ساتھ ۱۲۲۱ھ میں جہاد کے لیے روانہ ہوئے اور میدان بالا کوٹ میں حضرت سید

احمد شہید کے ہمراہ ۲۲ ذیقعدہ ۱۲۲۶ھ کو جمعہ کے دن اپنے خون کا آخری قطرہ خدا کی راہ میں بہا دیا اور اسی میدان میں دفن کئے گئے رحمہ اللہ واسعہ۔

حضرت مولانا اسماعیل شہید کی اہم کتابوں میں تقویت الایمان مع تذکیر الاخوان اور صراط مستقیم ہے جس کا فیض اب تک جاری ہے دونوں کے عربی ترجمے بھی شائع ہو چکے ہیں۔

بقیہ: اپریل ۲۰۰۱

حسن اخلاق یہ ہے مگر آپ ہنسی میں بھی کبھی جھوٹ نہیں بولتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ حضرت انسؓ سے ہنسی میں فرمایا اے دوکان والے۔ پانی ہمیشہ بیٹھ کر پیتے تھے ہمیشہ تین انگلیوں سے کھانا کھاتے تھے جب آپ کسی سے مصافحہ کرتے تو جب تک وہ شخص ہاتھ نہیں ہٹاتا آپ بھی نہیں ہٹاتے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم لوگ اپنے پیارے نبی ﷺ کے احکامات اور حدیث یاد کریں ان پر عمل کریں یہ سب ہم کو نصیب ہو آئین۔

قرض کا لین دین

مال و دولت اور اولاد اللہ تعالیٰ کی نعمت اور دنیا کی زینت کا سامان ہے اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو ان نعمتوں سے نواز کر آزماتا ہے اور بعض کو محروم کر کے۔ انسان کے حالات ہمیشہ ایک سے نہیں رہتے اور گردش ایام کے باعث زندگی میں قرض یعنی ادھار لینے کی نوبت بھی آسکتی ہے ایسے موقع پر قناعت پسند افراد حتی الامکان قرض سے پرہیز کی کوشش کرتے ہیں اور سخت مجبوری کی حالت میں اس دراستے کو اختیار کرتے ہیں اور پھر حسب وعدہ قرض لوٹانے کی فکر اور کوشش کرتے ہیں دنیا میں انسانوں کی زندگی باہمی تعاون سے ہی باوقار اور پرسکون ہوتی ہے لیکن بعض لوگ اس باہمی تعاون اور اعتماد کو دانستہ یا نادانستہ ٹھیس پہنچاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آج

اکثر لوگ استطاعت کے باوجود اپنے ضرورت مند بھائی کی حجت روائی سے بے اعتنائی برتتے اور ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں جو شخص اپنے ضرورت مند بھائی کی حاجت پوری کرتا ہے اور مجبوری کے وقت قرض دے کر اس کی ضرورت پوری کرتا ہے وہ ضرورت مند کا محسن ہے اس احسان کا بدلہ احسان ہی کی صورت میں ادا ہونا چاہیے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

ترجمہ: (اور نہیں ہے احسان کا بدلہ احسان کے سوا) اس کا طریق کار نبی ﷺ نے یہ بتایا ہے کہ احسان کرنے والے کے لیے دعا خیر کی جائے اور وقت مقررہ پر اس کا قرض ادا کیا جائے۔ قرض ایک ایسا بوجھ ہے جس سے ہمارے آقا و مولا حضرت محمد ﷺ نے پناہ مانگی اور آپ

ﷺ اکثر و بیشتر یہ دعا فرمایا کرتے تھے اے اللہ میں گناہ اور قرض کے بوجھ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا قرض رات کا غم اور دن میں ذلت کا ذریعہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”جس نے لوگوں کا مال لیا اس حال میں کہ وہ اس کو واپس کرنے کا ارادہ رکھتا تھا تو اللہ تعالیٰ اسے ادا کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے اور جو اس ارادے سے لیتا ہے کہ اسے تلف کر دے گا (یعنی واپس نہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے اپنے مال تلف کر دے گا)۔“

رسول کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ”مال کے ہوتے ہوئے قرض کی واپسی میں تاخیر کرنا زیادتی ہے“ (صحیح بخاری و صحیح مسلم) یعنی قرض ادا کرنے کی قدرت اور استطاعت کے باوجود ٹال مٹول کرنا اور لاپرواہی برتنا ظلم ہے۔ حضرت عمرو بن شریک اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”مال دار آدمی اگر قرض ادا کرنے میں تاخیر کرے تو اسے سزا دینا اور اس کی بے عزتی کرنا جائز ہے۔“ اس حدیث

کو ابو داؤد نسائی اور ابن حبان نے روایت کیا ہے (بلوغ مرام و کتاب البیوع) ہاں جو شخص تنگ دست ہو تو اس کو مہلت دی جانی چاہیے۔ احادیث میں اس کی فضیلت بیان ہوئی ہے رسول کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ: جو کسی تنگ دست (مقروض) کو مہلت دے یا اس کا قرض معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن اپنے عرش کے نیچے سایہ دے گا جس دن اس کے سائے کے سوا کوئی اور سایہ نہ ہوگا۔ (ترمذی مسند احمد) ارشاد رسول ﷺ ہے جو کسی تنگ دست (مقروض) کو مہلت دے تو اداگی کے وقت سے پہلے اس کو ہر دن قرض کی مقدار صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا اور اداگی کا وقت آجانے کے بعد مہلت دے تو اس کو ہر دن کے بدلے قرض کی دوگنی مقدار صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔ (مسند احمد ابن ماجہ اور مستدرک حاکم)۔ حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک آدمی جنت میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ جنت کے دروازے پر لکھا ہوا ہے صدقہ کا ثواب دس گنا ہے

اور قرض دینے کا اجر و ثواب اٹھارہ گنا ہے۔ اس حدیث میں مسلمانوں کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ خوش دلی سے قرض دینے کی عادت ڈالیں تاکہ اسلامی معاشرے میں سہولت کے ساتھ ضرورت مندوں کو قرض مل سکے ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص چند دن کے لیے بھی کسی کو قرض دے تو اس کو اتنا ثواب ہوگا جتنا ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوتا ہے (گلدستہ حدیث، مشکوٰۃ)

قرض (لین دین) کی دستاویز:

یہ ایک لازمی امر ہے کہ قرض (تھوڑا ہو یا زیادہ) کی دستاویز تحریر کی جائے قرآن مجید میں صراحت کے ساتھ اس کا حکم ہے۔

یہ قرض کی تحریری دستاویز گواہوں کی موجودگی میں ہونا چاہیے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری ہے۔ (مفہوم): اپنے میں سے دو مردوں کو ایسے معاملات میں گواہ کر لیا کرو اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد (کافی ہیں) کہ اگر ان میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلادے

گی اور جب گواہ گواہی کے لیے طلب کیے جائیں تو وہ انکار نہ کریں اور قرض تھوڑا ہو یا زیادہ اس کی دستاویز کے لکھنے یا لکھانے میں کاہلی نہ کرنا یہ خدا کے نزدیک بھی بہت درست طریقہ ہے اس سے تم کو کسی طرح کا شک و شبہ بھی نہیں پڑے گا۔ ہاں اگر سودا دست بدست ہو جو تم آپس میں لیتے ہو تو اگر (ایسے معاملے کی) دستاویز نہ لکھو تو تم پر کوئی گناہ نہیں اور کاتب دستاویز اور گواہ (معاملہ کرنے والوں کا) کسی طرح کا نقصان نہ کریں اگر تم ایسا کرو گے تو یہ تمہارے لیے گناہ کی بات ہے اور اگر تم سفر میں ہو اور (دستاویز) لکھنے والا نہ مل سکے تو (کوئی چیز) رہن یا قبضہ رکھ کر (قرض لے لو) اور اگر کوئی کسی کو امین سمجھے (یعنی رہن کے بغیر قرض دے دے) تو امانت دار کو چاہیے کہ صاحب امانت کی امانت ادا کرے اور خدا سے جو اس کا پروردگار ہے ڈرے اور (دیکھنا) شہادت کو مت چھپانا جو اس کو چھپائے گا وہ دل کا گناہ گار ہوگا اور خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے) (البقرہ ۲۸۲)

میت کے ترکہ سے قرض کی ادائیگی کا حکم

قرض کی ادائیگی ایک لازمی امر ہے جو کہ بعد از مرگ بھی واجب الادا یعنی باقی رہتا ہے جب تک کہ اس کو ادا نہیں کر دیا جاتا۔ اس کی ادائیگی میت کے تر کے میں سے کی جانا لازمی امر ہے ارشاد باری ہے کہ ترجمہ: "اگر (ورثا) ایک سے زیادہ ہوں تو سب ایک تہائی میں شریک ہوں گے (یہ حصے بھی) بعد اوائے وصیت اور قرض بشرطیکہ ان میں سے میت نے کسی کا نقصان نہ کیا ہو (تقسیم کئے جائیں گے)۔ یہ خدا کا فرمان ہے اور خدا نہایت علم والا اور نہایت حلم والا ہے۔" (النساء ۳-۱۲)

نے پوچھا تم نے کیا کیا؟ اس نے اپنا سوال دہرایا تو آپ ﷺ نے جواب دیا تمہارے گناہ معاف ہو جائیں گے البتہ قرض معاف نہیں ہوگا۔" (مسلم)

صحابی رسول ﷺ حضرت ابو درود! جب جہاد کی گزرگا ہوں کے کسی ناکہ پر پہنچتے تو مجاہدین کو خطاب کر کے ہانک لگاتے۔ اے لوگو جن کے ذمے قرض باقی ہیں اور انہیں یہ احساس ہو کہ اگر وہ جہاد میں کام آگئے تو ان کے قرض کی ادائیگی نہ ہو سکے گی تو وہ لوٹ جائیں اس لیے کہ یہ چیز (یعنی جہاد) انہیں جہنم سے بچانے کے لیے کافی نہ ہوگا۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ہم میں سے ایک آدمی فوت ہو گیا۔ ہم نے اس کو غسل دیا خوشبو لگائی اور کفن دیا پھر ہم نبی ﷺ کے پاس آئے ہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ چل کر اس کا جنازہ پڑھائیے۔ آپ ﷺ نے چند قدم اٹھائے پھر فرمایا اس پر قرض بھی تھا؟ ہم نے کہا دو دینار تھے آپ ﷺ واپس آگئے۔ اس شخص کے قرض کی ادائیگی حضرت ابو قتادہؓ نے اپنے ذمے لے لی ہم پھر آپ ﷺ کے پاس آئے حضرت ابو قتادہؓ

نے کہا یا رسول اللہ ﷺ وہ دو دینار قرض کے میں ادا کروں گا آپ نے پوچھا "قرض خواہوں کو دے کر میت کو اس سے بری کرتے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں پھر آپ ﷺ نے اس شخص کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (احمد، ابو داؤد، نسائی ابن حاکم اور ابن حبان)

اس حدیث سے پانچ باتیں معلوم ہوئیں پہلی یہ کہ قرض خاہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو ہر حالت میں واجب الادا ہے جب تک ادا نہ کر دیا جائے یا معاف نہ کر لیا جائے۔ دوسری یہ کہ میت کی طرف سے قرض کی ضمانت درست ہے، تیسری یہ کہ میت کے حقوق واجب مثلاً نماز روزہ حج زکوٰۃ اور قرض کو ادا کرنے سے میت فائدہ پہنچتا ہے چوتھی یہ کہ قرض یا دوسرے حقوق العباد جب تک ادا نہ کئے جائیں یا صاحب حق یا قرض خواہ معاف نہ کر دے یہ کبھی ساقط نہیں ہوتے۔ پانچویں یہ کہ قرض ایک بدترین لعنت ہے اول تو قرض لینے سے گریز کیا جائے لیکن اگر کوئی مجبوری کی وجہ سے لے لے تو فوراً ادا کرنے کی فکر کرے اور لا پرواہی سے کام نہ لے۔

قرض کی واپسی کی اہمیت کا

اندازہ اس ایمان افروز واقعے سے بخوبی ہو جانا چاہیے۔ حضرت سعد بن اطولؓ کے بھائی فوت ہو گئے جو ان بھائی کی بیوہ اور چھوٹے چھوٹے یتیم بچوں کی مشکلات میں گھری زندگی سامنے نظر آرہی تھی اور آپ کے ہاتھ میں صرف تین سو اشرفیاں تھیں اور اتنی وسعت تھی نہ استطاعت کہ بھائی کی بیوہ اور بچوں کا بوجھ اٹھا سکتے۔ اب مختصہ اور پریشانی یہ تھی کہ ان اشرفیوں کو بچوں کی ضروریات کے لیے سنبھال رکھیں یا ان قرض خواہوں کو ادا کر دیں جن سے بھائی نے لوہار لیا تھا اور انہیں ادا نہیں کیا تھا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس معاملے کو کیسے سلجھائیں۔

سب کچھ چھوڑ کر اشرفیاں ساتھ لیں اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں جا حاضر ہوئے حضرت سعد بن اطولؓ کی الجھن سن کر آپ ﷺ ایک لمحے کے لیے بھی سوچ میں نہ پڑے اور فرمایا سعد۔ تیرا بھائی جنت میں داخل ہے صرف اس قرض کی وجہ سے روک دیا گیا ہے، کیوں کہ آدمی پر قرض ہو اور ادا نہ کیا گیا ہو تو وہ تب تک جنت میں نہیں جاسکتا جب تک اس بوجھ سے آزاد نہ ہو جائے۔ جاؤ پہلے

جا کر بھائی کا قرض ادا کرو رہا یتیموں کی کفالت کا معاملہ تو وہ اس ذات پر چھوڑ دو جس نے انہیں یتیم بنایا ہے۔ حضرت ابو رافعؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی سے ایک اونٹنی لوہار خریدی جب صدقے کے اونٹ آئے تو حضرت ابو رافع کو حکم دیا کہ اس کا قرض ادا کر دو۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ ساری اونٹنیاں بہت زیادہ قیمتی ہیں اور بہت بہتر ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ دے دو۔ بہترین آدمی وہی ہے جو قرض اچھا ادا کرے (مسلم)

اگر مقروض خود بخود قرض ادا کرتے وقت قرض سے زیادہ دے تو یہ جائز ہے لیکن اگر قرض خواہ قرض دیتے وقت یہ شرط طے کرے کہ میں تجھ سے زیادہ لوں گا یا قرض بہتر لوں گا تو یہ سود ہوگا اور یہ حرام ہے۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر قرض جو نفع کھینچ کر لائے وہ سود ہے۔ (بلوغ المرام کتاب المیوع)

اللہ تبارک و تعالیٰ اور نبی آخر الزمان ﷺ نے مومنین کو حقوق اللہ کی ادائیگی کا جس قدر تاکید سے حکم

فرمایا ہے اسی قدر حقوق العباد کی ادائیگی اور اہتمام کا بھی تاکید سے حکم فرمایا ہے۔ ایک مومن اگر حقوق اللہ کی ادائیگی میں کوتاہی اور غفلت کا مرتکب ہو اہو تو مغفرت طلب کئے پر ممکن ہے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ درگزر کا معاملہ فرمائے لیکن حقوق العباد خصوصاً آپس کے لین دین میں کوتاہی پر سخت وعید کا حکم فرمایا ہے، ارشاد باری ہے۔ ترجمہ: مومنو! ایک دوسرے کا مال ناحق مت کھاؤ اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو اور جو تعدی اور ظلم سے ایسا کرے گا ہم اس کو عنقریب جہنم میں داخل کریں گے اور یہ خدا کو آسان ہے۔" (النساء ۲۹-۳۰)

اسلام نے جن چیزوں کا سب سے زیادہ اہتمام کیا ہے اور جن کی تکمیل کی اہمیت بتائی ہے ان میں سے ایک قرض کی ادائیگی بھی ہے یہ اللہ کے نزدیک اہم ہے۔ اسلام نے ان تمام وساوس اور طمع اور حرص کے پھندوں پر قہر پھینچی چلا دی ہے جو قرض دار کو اپنا شکار بنا لیتے ہیں اور جس کے نتیجے میں وہ نال مؤول سے کام لینے لگتا ہے یا اسے ہڑپ کر جانے کی فکر میں مبتلا رہتا ہے۔ سب سے پہلے یہ تلقین

جولائی ۲۰۰۱

ہے کہ قرض کسی اہم اور ناگزیر ضرورت کے پیش آنے پر ہی لیا جائے اور کسی ایسے معاملے میں قرض کا خواہش مند نہ ہونا جس سے چھنا ممکن ہو ایک نہایت خوفناک معاملہ ہے جس سے ہر ممکن طریقے پر پرہیز کرنا چاہیے بلکہ ایک روایت میں آتا ہے کہ ”یہ ان گناہوں میں سے ہے جن سے قصاص لازم آتا ہے۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”قرض دار جب قرض کی حالت میں مر جائے گا تو قیامت کے دن اس سے قصاص لیا جائے گا البتہ تین حالتوں میں قرض لینے کی اجازت ہے ایک وہ آدمی جس کی قوت اللہ کی راہ میں لڑتے لڑتے ماند پڑ جائے تو وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں کے خلاف تیاری کرنے کے لیے قرض لے لے۔ دوسرا وہ شخص جس کے پاس میت آجائے تو وہ اس کی تجہیز و تکفین کے لیے قرض لینے پر مجبور ہو جائے۔ تیسرا وہ شخص جس کو غیر شادی شدہ رہنے کا اندیشہ ہو تو قرض لے کر وہ اپنے دین اور ایمان کو بچانے کے لیے نکاح کرے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے قیامت کے دن ان کی

مجبوریوں کے سبب درگزر کا معاملہ فرما سکتا ہے اور قرض خواہوں کو بدلے کے طور پر اپنی طرف سے انعام سے نواز سکتا ہے۔ (ابن ماجہ) ایک روایت میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ قیامت کے دن قرض دار کو بلائے گا یہاں تک کہ اسے اپنے سامنے کھڑا کرے گا پھر اس سے کہا جائے گا اے آدم کے بیٹے تو نے کس مقصد کے لیے یہ قرض لیا تھا اور کیوں تو نے انسانوں کے حقوق ضائع کرنے؟ تو وہ جواب دیگا۔ اے ہمارے رب تو جانتا ہے کہ میں نے قرض لیا تھا لیکن میں نے اسے کھایا نہ پیا نہ پہنا نہ برباد کیا لیکن کبھی تو آتش زدگی کا حادثہ ہو گیا کبھی چوری ہو گئی یا وہ برباد ہو گیا اور اس میں خسارہ ہو گیا۔ اللہ کے گامیرے بندے نے سچ کہا میں تیرا ادائیگی کا زیادہ حق رکھتا ہوں پھر اللہ تعالیٰ کچھ نیکیوں کو منگوائے گا اور انہیں میزان کے پلڑے میں رکھ دے گا تو اس کی نیکیاں اس کی برائیوں پر بھاری پڑ جائیں گی اور وہ اپنے رب کی رحمت سے جنت میں داخل ہو جائے گا (احمد) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی

معذرت قبول فرمائے گا جو سخت حالات کی وجہ سے قرض لینے پر مجبور ہوئے اور کمر توڑ مصائب کی وجہ سے اس کی ادائیگی سے عاجز رہے لیکن جو شہوات کے بندے اور مرغوبات کے غلام ہیں اور ان کا مال شہوتوں کی تکمیل کی اجازت نہیں دیتا تو وہ فوراً قرض لینے کے لیے لپکتے ہیں نہ اس کے انجام کی پروا ہوتی ہے اور نہ قرض سے چھٹکارا پانے کی فکر تو ایسا شخص احادیث کے بیان کے مطابق ڈاکو اور پیاک چور ہے۔

جو قوم محنت کر کے مال کمانے کے بجائے ہمیشہ گداگری کے طریقے سوچتی ہے وہ ہمیشہ ذلیل و رسوا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی قناعت قابل اکرام عادت ہے۔ محل اور گداگری کو سبھی حقیر اور ذلیل تصور کرتے ہیں محیثیت قوم ہمیں ذرا اپنے حالات پر نظر ڈالنا چاہیے کہ عالمی اداروں اور دوسری اقوام سے قرضے کس کس طرح حاصل کئے جاتے ہیں یہ گداگری کی ایک شکل ہے جس سے اسلام اور اسلام لانے والے اللہ کے آگری نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے ان قرضوں کی بدولت آج ہم کتنے

لاچار ہیں اور قومی قرضوں کی وجہ سے ہم غیر مسلموں کی شرائط (جن میں سودی معاملات بھی شامل ہیں) کو تسلیم کرنے پر مجبور ہیں دراصل تقریباً تمام حکومتوں نے اسلامی طرز حیات کو اپنانے سے گریز کی جو راہ اختیار کی ہے یہ اس کی سزا ہے۔ اب بھی اگر اسلام کو اجتماعی زندگی میں پورے کا پورا اختیار اور نافذ کیا جائے تو ہماری حالت بدل سکتی ہے۔

افسوس کہ آج ہم میں سے بہت سے لوگ انفرادی اور اجتماعی (ہر دو صورتوں میں) قرض کو کھیل تماشا سمجھتے ہیں اور زندگی کے تقاضے پورے کرنے یا نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لیے اور عادات یا بطور فیشن نتائج کی پرواہ کئے بغیر قرض یا ادھار لیتے ہیں ان میں سے بعض اپنے پاس گھر یا بینک اکاؤنٹ میں رقم موجود ہونے کے باوجود قرض لیتے ہیں (کہ اپنا موجودہ مال بھی کم نہ ہو) جب کہ بعض واضح طور پر سودی شرائط کو قبول کرتے ہوئے قرض لیتے ہیں اور پھر حسب وعدہ واپس نہیں کرتے بلکہ بار بار کے مطالبات کے باوجود قرض لیے ہوئے مال سے اپنے وسائل کا روبرو اور

مال و دولت کو ترقی دینے کی تنگ و دو میں مگن رہتے ہیں اور یہ کوشش کرتے ہیں کہ قرض خواہ فرد ہو یا حکومت مجبور یا دیوالیہ ہو جائے خود تماشادیکھتے رہتے ہیں اور قرض واپس کرنا خلاف شان سمجھتے ہیں۔ بعض لیڈران قوم قومی خزانہ مالیاتی اداروں اور بیچوں سے ملک اور عوام کیا ترقی کے نام پر بڑے بڑے قرضے حاصل کر کے ہڑپ کر جاتے ہیں اور ادائیگی کے بجائے قرضے معاف کروا لیتے ہیں اور یوں اس کھیل میں شریک تمام قریب باقی ماندہ غریب عوام کے حقوق پر کھلم کھلا ڈاکہ ڈالنے کے مرتکب ہوتے ہیں کیونکہ معاف کئے ہوئے قرضے غریب عوام سے مزید ٹیکسوں اور عوامی خدمات یعنی بجلی پانی سوئی گیس وغیرہ کے چارجز میں اضافہ کی صورت میں وصول کر لیے جاتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے آخری خطبہ (خطبہ حجۃ الوداع) میں قرض سے متعلق یوں فرمایا۔ ”لوگو اللہ نے ہر حقدار کو اس کا حق خود دے دیا ہے اب کوئی کسی وارث کے لیے وصیت نہ کرے قرض قابل ادائیگی ہے اور عاریتالی ہوئی چیز واپس کرنا

چاہیے تحفے کا بدلہ دینا چاہیے اور جو کوئی کسی کا ضامن ہے وہ تاوان ادا کرے۔ کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے کچھ لے سوائے اس کے جس پر اس کا بھائی راضی ہو اور وہ خوشی خوشی دے۔ خود پر اور ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرو۔ حضرت ابو حمید ساعدیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ”کسی آدمی کو جائز نہیں کہ اپنے بھائی کی ایک چھڑی بھی اس کی رضامندی کے بغیر لے لے۔“ (ابن ماجہ)

لوگوں میں سے بعض اگر قرض لیتے ہیں تو حسب وعدہ واپس بھی لوٹاتے ہیں جب کہ بعض مسکین بن کر قرض لیتے ہیں مگر قانون کے کوڑے یا دھینکا مشتی اور لڑائی جھگڑے کے بغیر واپس نہیں کرتے اور اسی صورت میں بسا اوقات کوئی ایک فریق اپنی زندگی کی بازی ہار جاتا ہے۔ بعض شقی القلب مقروض رقم کی واپسی کے بجائے مشکل راستے اختیار کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنے محسن کی زندگی کا چراغ گل کرنے میں بھی عار محسوس نہیں کرتے۔ چونکہ ادھار محبت کی قینچی ہے لہذا کسی ایک قریب کی ذرا سی

مسنون لباس

اور

عصر حاضر

محضور ﷺ کے ناپسندیدہ لباس

اور امت کے حال کا جائزہ:

حضور ﷺ نے شہرت اور فخر

و تکبر کے لیے لباس پہننے کے بارہ میں وعیدیں فرمائیں:

”لن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا دنیا میں جس شخص نے شہرت کے لیے لباس پہنا قیامت کے دن (مشکوٰۃ شریف حوالہ ترمذی، احمد، ابو داؤد، ابن ماجہ)

ایک جگہ فرمایا:

”حضرت ابو ذرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شہرت کے لیے لباس پہنے گا اللہ تعالیٰ اس سے اعراض فرماتے ہیں تا وقتیکہ وہ اسے اتارے۔“

ترغیب ص ۱۱۶ ج ۳

لباس شہرت کا مطلب ہے کہ کوئی

اچھایا امتیازی لباس اس لیے پہنے تاکہ لوگوں میں اس کے لباس کا چرچہ ہو لوگ اس کے لباس کی تعریف کریں سو یہ نیت بالکل درست نہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک انتہائی ذلت

اور سوائی دنار انفسی کا باعث ہے۔

آج کوئی معمولی شخص بھی اس آفت

سے محفوظ نہیں ہے۔ نیت ہو کہ لباس اللہ

تعالیٰ نے ستر چھپانے کے لیے عطا فرمایا ہے اور

یہ اس کی تعمیل ہے اور یہ نیت ہو کہ اللہ جمیل

ہے اور نظامت و جمال کو پسند فرماتا ہے اس

لیے جمیل و لطیف لباس اللہ کی نعمتوں کے

اظہار کے لیے پہنتا ہوں یہ مقصد و ارادے

محمود ہیں اور باعث اجر و ثواب ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے لباس میں کسی قوم کی

مشابہت سے منع فرمایا:

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ

آنحضرت ﷺ نے میرے جسم پر سرخ رنگ

کا لباس دیکھ کر فرمایا: کہ یہ کفار کا لباس ہے

اسے مت پہنو۔“

(مسلم شریف ص ۱۹۳ ج ۲) دوسری جگہ

یوں وارد ہے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے

مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس

نے جس قوم کی مشابہت اختیار کی وہ شخص اسی

قوم میں سے ہوگا۔“

(ابو داؤد ص ۵۵۹ ج ۲)

ملا علی قاری اس حدیث کی تشریح

میں فرماتے ہیں کہ مراد اس کی اس سے لباس

اور ظاہری امور میں مشابہت اختیار کرنا ہے

آج طرح طرح کے غیر شرعی لباس ایجاد کیے

گئے اور نادان مسلمان ان غیر شرعی طریقوں کو

اتنی خوشی سے قبول کر لیتا ہے گویا اسی میں ہی

کامیابی ہے اور غیر مسلم اقوام کی نقالی میں وہ

اللہ کے فرمان کو بھول بیٹھا اور آنحضرت ﷺ

کے اسوہ حسنہ کو چھوڑ کر کافروں کا معاشرہ اور

تہذیب اور لباس اختیار کرنا در پردہ ان کی سیادت

اور بڑائی کو تسلیم کرتا ہے کیا کہ صریح ظلم

نہیں کہ دعویٰ تو ہو ایمان کا، اسلام کا اللہ اور

اس کے رسول اللہ ﷺ کی محبت کا اور صورت

و بیعت اور وضع قطع اور لباس غیروں کا ہو

ایسے ہی لوگوں کے بارہ میں علامہ اقبال نے کیا

خوب کہا۔

وضع میں تم نصاریٰ ہو تو تمدن میں ہنود

یہ مسلمان ہیں جنھیں دیکھ کر شرماؤں یہود

لہذا آج دشمنان اسلام کے بہت

سارے لباس ایجاد ہو چکے ہیں مثلاً کوٹ پتلون

پینٹ شرٹ ٹائی وغیرہ۔

اور اسی طرح مشرکین کے لباس

دھوتی ساڑھی وغیرہ اور مسلمان ان کو فخر

محسوس کرتے ہیں حالانکہ حضور ﷺ نے تو

کفار کے طور طریقہ کی مخالفت کا حکم فرمایا آج

غیروں کی تقلید کرنے والوں کو اپنا محاسبہ کرنا

چاہیے۔

اللهم انی اعوذ بک من الهم والحزن والعجز والکسل والبخل والجبن وغلبۃ الدین وقهر الرجال (اے میرے پروردگار میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔ پریشانی دکھ تکلیف اور سستی اور غل اور جبن سے اور قرض کے بوجھ سے اور لوگوں کے غضب سے)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس دعا کو کثرت سے پڑھا کرو ”اللهم اغننی بحلالک عن حرامک واغننی بفضلک عن سواک ترجمہ: ”اے میرے رب مجھے اپنے حلال سے مالا مال فرمادے اور حرام سے بچا اور مجھے اپنے فضل سے مالا مال فرمادے کہ تیرے سو اور کوئی فضل فرمانے والا نہیں ہے۔“ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”اس دعا کو کثرت سے پڑھا کرو گے تو تمہارا پہاڑ جتنا قریب بھی ختم ہو جائے گا“

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے اہل و عیال اور اقارب کو قرض کے مضمرات سے آگاہ کریں اور خود بھی اس سے پرہیز کی کوشش کریں۔

خواہوں کے گناہ اس مقروض کے ذمے ڈال دئے جائیں گے لہذا ہمیں حتی الامکان قرض لینے سے اجتناب برتنا چاہیے اور اگر قرض لینے کی نوبت آئی جائے تو حسب وعدہ واپسی کا اہتمام کرنا چاہیے اور اس بات کا خیال رہے کہ ضرورت کے وقت جو آپ کو قرض دیتا ہے وہ آپ کا محسن ہے اور اس کا یہ حق ہے کہ آپ کسی عذریا بہانے سے ادائیگی میں تاخیر نہ کریں وعدہ خلافی کا ارتکاب گناہ کبیرہ ہے۔ انسان ارادہ کرے نیت نیک ہو تو اللہ غیب سے بھی مدد فرمادیتا ہے جو لوگ بدنیت ہوتے ہیں اور وقت پر ادا کرنے کی نیت نہیں رکھتے یا جان بوجھ کر قرض ادا نہیں کرتے وہ یقیناً آخرت کو بھولے ہوئے ہیں اور اللہ کی پکڑ سے بے خوف ہیں۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ ان کے حال پر چھوڑ دیتا ہے اور وہ قرض کا بوجھ لیے اللہ کے حضور پہنچ جاتے ہیں

قرض پریشانیوں اور دوسری دباؤں سے بچنے کے لیے آنحضرت ﷺ نے درج ذیل دعا کی تلقین فرمائی ہے۔ آپ بذات خود بھی اس دعا کا کثرت سے ورد فرمایا کرتے تھے۔

لا پر وانی کے باعث قریقین کے درمیان قائم دیرینہ تعلقات ہمیشہ کے لیے ختم ہو سکتے ہیں۔ بعض لوگ ایک مشت رقم واپس کرنے کے بجائے قرض لی ہوئی رقم کو اپنے کاروبار میں لگا رکھتے ہیں اور اصل رقم کے منافع وغیرہ سے بالا قسط ادائیگی کی کوشش کرتے ہیں تاکہ اصل رقم بھی اپنے پاس ہی رہے۔ ایسے تمام افراد وعدہ خلافی جھوٹ دھوکا اور خود غرضی جیسے گناہوں جنہیں آنحضرت ﷺ نے منافقین کی نشانیوں سے تعبیر فرمایا ہے کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں۔ حدیث مبارکہ میں ارشاد ہے کہ ”ایک مومن دوسرے مومن کا بھائی ہے اور وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔“ لیکن قرض لوٹانے کی فکر کرنے کے بجائے ہم اپنے بھائی کو جس سے قرض لیا ہوتا ہے اذیت میں مبتلا کئے رکھتے ہیں اور اس کے مسائل اور تکالیف کا احساس نہیں کرتے۔

جو شخص دنیا میں کسی کا قرض ادا نہیں کرتا تو قیامت کے روز اس کی نیکیاں قرض خواہوں میں تقسیم کردی جائیں گی اور قرض

آج مسلمان ٹائی لگانے کو فخر سمجھتا ہے حالانکہ یہ عیسائیوں کی ایجاد کردہ ہے اور سلیب کی علامت ہے جو کہ عقیدہ اسلام کے اسر خلاف ہے اس میں عیسیٰ کو سولی پر لگانے کا اشارہ ہے۔

ایسے لباس کو اختیار کرنے میں دو قباحتیں ہیں:

(۱) دشمنان اسلام کا لباس ہے جس کا اختیار کرنا بارافضی خدا کا باعث ہے۔

(۲) ایسے لباس میں بے پردگی ہوتی ہے پیٹھ اور پیٹ کھلا رہتا ہے ذرا سا زخمی کا آنچل ہٹ جائے سینہ اور پیٹھ وغیرہ کی نمائش ہوتی ہے

دشمنان اسلام کا لباس جو کہ رائج ہو اگر اس میں بے ستری نہیں تب بھی خلاف اولیٰ ہے مشابہت باکھنڈ کی وجہ سے اور اگر بے ستری ہو تو حرام ہے۔

عورتوں کو باریک اور چست لباس پہننے کے بارے میں وعیدیں

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا نے ان سے بے رخی برتی اور فرمایا اسے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کا جسم نظر نہ آئے مگر یہ اور آپ ﷺ نے اپنے چہرہ اور ہاتھ کی طرف اشارہ فرمایا۔“ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۷۷)

اس حدیث مبارکہ میں دو پیشگوئیوں میں سے دوسری پیشگوئی ایسی عورتوں کے بارے میں ہے جن کی صفات یہ ہوں گی:

(۱) کپڑے پہننے کے باوجود تنگی ہوں گی یا تو اس وجہ سے کپڑا باریک ہو گا یا یہ کہ پورا بدن ڈھانکا نہ گیا ہو گا جیسے بلاؤز کہ اس سے پیٹ و پیٹھ کا

اکثر حصہ کھلا رہتا ہے یا مکمل جاتا ہے اسی طرح فراک اور جاگھیہ وغیرہ۔

یا اس وجہ سے تنگی فرمایا کہ لباس اتنا چست و تنگ ہو گا کہ بدن کی پوری ہیئت نمایاں ہو رہی ہوگی بعض اوقات چست و باریک لباس میں جسم بالکل بے ہند ہونے سے ہی زیادہ خوشنام معلوم ہوتا ہے۔

(۲) حسن و خوبصورتی کی وجہ سے اور فیشن کی وجہ سے مردوں کو اپنی طرف مائل ہونے کی دعوت دیتی اور خود بھی مائل ہوں گی۔

(۳) ان کے سر بختی اونٹوں کی طرح ہو گے یعنی سر پر بالوں کو فیشن سے اونچا کریں گی جس سے سر خوبصورت معلوم ہو گا۔

ایسی عورت کے بارہ میں فرمایا کہ وہ جنت میں تو کیا جنت کی خوشبو بھی نہ پائیں گی۔

چنانچہ ایسی عورتیں آج موجود ہیں جن میں یہ علامتیں موجود ہیں

اللہ کی پناہ کس قدر خرابی و خسارہ کی بنا ہے آج جن فیشنوں پر ناز ہو رہا ہے باریک دوپٹہ اور کپڑوں کو فیشن کے طور پر اختیار کیا جا رہا ہے قیامت کے روز جب ہماری آنکھ کھلے گی تب احساس ہو گا کہ جنم کی آگ جسوں کو جلائے گی مگر افسوس کہ اس وقت حسرت و افسوس سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

شیطان کا سب سے پہلا حملہ انسان کے خلاف اسی راہ سے ہوا کہ اس کا لباس اترا گیا اور آج بھی شیطان اپنے شاگردوں کے ذریعہ

اپنی نمائش کرنے میں فخر محسوس کرتی ہے حالانکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے عورت کی ذات کو سراپا ستر بنایا ہے اور پردہ میں ہی اس کی عزت و عفت اور بھلائی رکھی ہے آج وہ اپنی فطرت کو چھوڑ کر کھلی بے حیائی پر اترا آئی ہے (اللہ کی پناہ)

عورت اور زیب و زینت

بے شک زینت عورت ہی کا حق ہے شریعت نے مردوں کو زینت اختیار کرنے سے منع فرمایا اسی وجہ سے ریشم اور سونا چاندی وغیرہ یہ اللہ نے مردوں کے لیے حرام قرار دئے اور عورتوں کے لیے اس کی اجازت دی۔

جیسے حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ کے دائیں ہاتھ میں ریشمی کپڑا ہے اور بائیں ہاتھ میں سونا لے کر فرمایا: یہ دونوں حرام ہیں ہماری امت کے مردوں پر۔

بو داؤد، نسائی، ترمذی (ص ۹۶ ج ۳)

یعنی زینت اللہ نے عورت کے لئے رکھی ہے اسلام عورت کو بلند مقام دیتا ہے اور کتا ہے کہ آرائش کے جذبہ کو ضرورت سے زائد نہ بناؤ، اسلام نے عورت کو سونے چاندی اور ریشم وغیرہ کے استعمال کی اجازت دی تاکہ وہ ان کے ذریعہ سے زیب و زینت اختیار کرے اور اپنے جسم کی آرائش کرے مگر اپنے محرم کے سامنے۔ اسلام کے نزدیک عورت کا بناؤ سنگھار ایک پسندیدہ فعل ہے احادیث میں

جب انسان کو گمراہ کرنا چاہتا ہے تو تہذیب و شائستگی کا نام لے کر سب سے پہلے اس پر ہنسی یا نیم برہنہ کر کے عام سڑکوں اور گلیوں میں کھڑا کر دیتا اور جس کا نام شیطان نے ترقی رکھ دیا تو وہ عورت کو شرم و حیا سے محروم کر کے منظر عام پر برہنہ یا نیم برہنہ لے آنے کے بغیر حاصل ہی نہیں ہے، امتحانی تعجب کا مقام ہے آج اسلام کا دعویٰ کرنے والوں کو قرآن و حدیث کی روشنی میں اپنی حالت کا جائزہ لینا چاہیے کہ وہ اللہ اور رسول ﷺ کے طریقہ پر ہیں یا شیطان کے طریقہ پر؟ اور شیطان کے قبیحین کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہئے

افسوس کہ آج مسلمان عورت اور اس رسول کی تعلیمات کو پس پشت ڈال کر دین و ایمان کو خراب کر کے دنیاوی عیش و عشرت میں مست ہو کر دنیوی خداؤں اور شیطان کی اتباع میں چل کر اپنی حقیقت کو ہی بھول بیٹھی۔

عورت کا معنی ہی ستر ہے وہ عورت جس کو اللہ نے سراپا ستر بنا کر گھر کی ملکہ بنایا وہ عورت جس اللہ نے بیٹی کے روپ میں والدین کی خدمت اور بیوی کے روپ میں شوہر کی خدمت اور اس کے گھر کی دیکھ بھال اور ماں کے روپ میں بچوں کی مدد و رش اور ان کو اخلاق کا سبق پڑھانے کے لیے پیدا فرمایا آج وہ اپنی حقیقت کو بھول کر آزادی نسوان کا ماتم کرتی ہے اور اپنے فرائض کو چھوڑ کر مردوں کی طرح باہر کی دنیا میں آکر ان کے رویہ و کام کرنا چاہتی ہے اور

عورت کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ اپنے جسم کی آرائش کرے اچھا لباس پہنے زیورات پہنے اور مندی لگا کر صاف ستھری رہے مگر ان تمام کاموں کے ساتھ اسلام نے شرط لگائی ہے کہ نسوانی حسن کی نمائش گھر والوں کے لئے خصوصاً شوہر کے لئے ہے نہ کہ غیروں کے لئے اور بازاروں کی زینت بننے کے لئے اور اسلام نے عورت کو اس بات کی بھی تاکید کی ہے کہ بناؤ سنگھار اور آرائش و حسن اخلاقی حدود میں رہ کر کرے جمالت و بے غیرتی پر کمر نہ باندھے ایسے لباس نہ پہنے جو نفس و شہوت کی تحریک کا باعث بننا ہو کیونکہ حد سے زیادہ فیشن اور جملہ آرائشی چیزیں عمومی طور پر عورت کو باہر نکلنے اور نمائش پر ابھارتی ہیں کہ کسی نے دیکھا ہی نہیں تو وہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے بے پردگی اختیار کرے گی جو کہ ایک بد چلن اور ذلیل عورت کا کام ہے۔

اسلام جو کہ مسلمانوں کی خیر و بھلائی کا ضامن ہے۔ انہی خیالات کے پیش نظر عورت کو حکم دیتا ہے کہ وہ حد کے اندر رہ کر ہر کام سے پہلے سوچ لے کہ وہ کیا کر رہی ہے اور اس کا انجام کیا ہے ایسا سوچنا ایک نیک اور صالحہ عورت کی شان ہے۔

نمود و نمائش کی خطرہ کے پیش نظر اللہ نے خود قرآن پاک میں محروموں کی فرست گنوانے کے بعد فرمایا: ان محارم کے علاوہ غیر محروموں کے سامنے زینت کا اظہار

اصناف و صنوف مختلفہ

اصناف و صنوف مختلفہ

عورت کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ اپنے جسم کی آرائش کرے اچھا لباس پہنے زیورات پہنے اور مندی لگا کر صاف ستھری رہے مگر ان تمام کاموں کے ساتھ اسلام نے شرط لگائی ہے کہ نسوانی حسن کی نمائش گھر والوں کے لئے خصوصاً شوہر کے لئے ہے نہ کہ غیروں کے لئے اور بازاروں کی زینت بننے کے لئے اور اسلام نے عورت کو اس بات کی بھی تاکید کی ہے کہ بناؤ سنگھار اور آرائش و حسن اخلاقی حدود میں رہ کر کرے جمالت و بے غیرتی پر کمر نہ باندھے ایسے لباس نہ پہنے جو نفس و شہوت کی تحریک کا باعث بننا ہو کیونکہ حد سے زیادہ فیشن اور جملہ آرائشی چیزیں عمومی طور پر عورت کو باہر نکلنے اور نمائش پر ابھارتی ہیں کہ کسی نے دیکھا ہی نہیں تو وہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے بے پردگی اختیار کرے گی جو کہ ایک بد چلن اور ذلیل عورت کا کام ہے۔

اسلام جو کہ مسلمانوں کی خیر و بھلائی کا ضامن ہے۔ انہی خیالات کے پیش نظر عورت کو حکم دیتا ہے کہ وہ حد کے اندر رہ کر ہر کام سے پہلے سوچ لے کہ وہ کیا کر رہی ہے اور اس کا انجام کیا ہے ایسا سوچنا ایک نیک اور صالحہ عورت کی شان ہے۔

نمود و نمائش کی خطرہ کے پیش نظر اللہ نے خود قرآن پاک میں محروموں کی فرست گنوانے کے بعد فرمایا: ان محارم کے علاوہ غیر محروموں کے سامنے زینت کا اظہار

اصناف و صنوف مختلفہ

کرنا حرام ہے زینت کے اظہار کا اصل عمل شوہر ہے۔

اور دوسری جگہ جو عورتیں غیر محرموں کے سامنے زینت کی نمائش کرتی ہیں ان کو منع کرتے ہوئے فرمایا: ولا تبرجن تبرج الجاهلیہ اللہ تعالیٰ نے ان دو مختصر جملوں میں اظہار زینت (غیر محل میں) کی ممانعت فرمادی اور فرمادیا کہ عورت تو تم فطرت کے موافق گھروں میں پاکدامنی سے بیٹھی رہو اور اپنے فرائض کو پورا کرو اور جاہلوں کی طرح اپنے حسن و زینت کی جو اللہ نے شوہر کے لئے رکھی ہے اسے دوسروں کو نہ دکھاتی پھرو۔

عصر حاضر کی خواتین اپنی خواہشات کے چنگل میں گرفتار ہو کر (زین للناس حسب الشہوات) کا مصداق بنی ہوئی ہیں ان کو آخرت کی فکر کرنی چاہئے ایسا لباس جو ایک گھڑی کے لئے مزہ پیدا کرے اور بر سائرس کی آگ میں جلانے ان کو اختیار کرنے میں کوئی خوف کی بات ہے؟

ظفر نے کیا خوب کہا

ظفر آدمی نہ اس کو جاننے کا خواہ کیا ہی ہو صاحب فہم: جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا۔

مشابہت مرد و زن

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے لعنت فرمائی ان مردوں پر جو مرد عورتوں سے اور ان عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والے ہیں۔ (بخاری ص ۶۷ ج ۲)

حضرت ابن عمرو بن العاص سے فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جو مرد عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے ہیں اور جو عورتیں مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی ہیں وہ ہم میں سے نہیں۔ (احمد ص ۲۲۳)

ان وعیدی روایت سے معلوم ہوا جو لباس عرف عام میں مردوں یا عورتوں کے لئے مخصوص ہے اس کو ایک دوسرے کے لئے پہننا ناجائز و حرام ہوگا چنانچہ مردوں کو پرنٹ کرتے پہننا اور عورتوں کو مردوں کا سا پاجامہ پتلون کوٹ پہننا درست نہیں بلکہ موجب لعنت ہے لباس کے علاوہ ہی دوسری چیزوں کا یہی حکم ہے عورتوں کو موٹر سائیکل سائیکل موٹر کار وغیرہ چلانا درست نہیں ہے کیونکہ یہ مردوں کو زیبا ہے

در حقیقت عقل کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ مرد تو مرد بن کر رہیں اور عورتیں عورتیں بن کر رہیں آج کل لوگ رسول اللہ ﷺ کی

ہدایت کو نہیں دیکھتے بلکہ یورپ اور امریکہ کے کافروں اور سنیما میں کام کرنے والے بد کردار عورتوں کی وضع قطع اختیار کرتے ہیں اور ان کے طور طریقہ کو اختیار کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں اگرچہ وہ لباس اللہ کی لعنت اور اس کی رحمت سے دوری کا سبب ہو۔

حضور ﷺ نے ایسے کپڑے سے منع فرمایا جس پر جاندار کی تصویر ہو:

حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ: ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں کوئی تصویر ہو۔

مشکوٰۃ شریف ص ۲۷۵ طحطاوی ص ۳۹۳ ج ۲ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان تصویروں کے بنانے والے کو قیامت کے دن عذاب دیا جائیگا اور ان کو کہا جائے گا کہ جو تم نے بنایا ہے اس کو زندہ کرو اور آپ ﷺ نے فرمایا جس گھر میں تصویریں ہوں اس میں فرشتے نہیں آتے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۷۵)

یہ تمام خرافات لباس جن کا ذکر ہوا یہ تمام دشمنان اسلام کی ایجاد کردہ تھیں جو کہ

(باقی صفحہ ۱۵۵ پر)

سید رشید احمد حسینی (تکلیف کلاں رائے بریلی)

گوشہ اطفال

ہمارے پیارے رسول اللہ ﷺ

کے اخلاق و عادات

ہمارے رسول اللہ ﷺ بارہ ربیع الاول دو شنبہ کے دن صبح صادق کو پیدا ہوئے جب آپ کی پیدائش ہوئی پورے مکہ میں اجالا ہو گیا اور گھر میں نور بھر گیا۔

ہمارے پیارے رسول اللہ ﷺ کے والد محترم جناب عبد اللہ اور والدہ محترمہ آمنہ تمہیں آپ کے دادا محترم کا نام جناب عبد المطلب تھا اور چچا ابو طالب تھے آپ کی پیدائش کے قبل آپ کے والد محترم وفات پا گئے آپ اپنی والدہ محترمہ کے ساتھ چھ سال رہے اس کے بعد آپ کی والدہ محترمہ بھی ابوا کے مقام پر وفات پا گئیں (سفر کے وقت)۔ اس کے بعد آپ کے دادا محترم عبد المطلب نے آپ کو شفقت و محبت کے ساتھ پالا اور آپ اپنے دادا محترم عبد المطلب کے ساتھ آٹھ سال رہے ان کی بھی وفات ہو گئی جب آپ پیدا ہوئے عبد المطلب کو خبر ملی ہمارے یہاں سچے ہوالے وہ بہت خوش ہوئے ان کا نام محمد احمد رکھا سب کی دعوت کی آپ بہت امانت دار تھے اور دیانت دار تھے لوگ آپ کو صادق امین کہتے تھے جب آپ نکلتے باہر آپ پر ابر کا سایہ ہوتا جب آپ کسی راستے سے گزرتے راستے میں درختوں پتھروں کی آواز آتی آپ کے سینے کو فرشتے نے چاک کیا تھا۔ بچوں میں آپ کسی سے نہیں لڑتے تھے نہ کسی کو ستاتے تھے بچپن میں بہت نیک تھے آپ امین الامت تھے آپ رحمت اللعالمین ہیں آپ غریبوں کے والی تھے آپ مسکینوں اور محتاجوں کے پادی تھے آپ کے مزاج میں سادگی تھی آپ کھانے میں پینے میں اوڑھنے میں اور کسی چیز میں تکلف نہ تھا جو کھانے میں ہوتا وہ کھا لیتے عیب نہ نکالتے جو چیز پینے کو

ملتی وہ پی لیتے اور جو چیز اوڑھنے کو ہوتی وہ اوڑھ لیتے سب لوگوں سے محبت کرتے تھے۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا مرادیں غریبوں کی بر لانے والا مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا اپنے پرانے کا غم کھانے والا

میرے بھائیو و بہنو۔ آپ نے نبیوں میں رحمت کا لقب پایا اور غریبوں کی مدد غریبوں کی مرادیں پوری کیں آپ مصیبت میں غیروں کے کام آئے۔

اخلاق و عادات

ایک شخص نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ ہمارے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق و عادات کیسے تھے انہوں نے فرمایا کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا ہے غرض آپ کی زندگی قرآن کی تفسیر تھی جو کچھ قرآن میں ہے وہ آپ کے اخلاق و عادات تھے یہ بھی آپ کا معجزہ تھا قرآن نے بھی اس کی شہادت دی ہے آپ نہایت خاکسار ملتفا تھے آپ نہایت سخی فیاض تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو رحمت اللعالمین کہہ کر پکارتا ہے آپ اللہ کے محبوب رسول تھے۔ آپ بہت پاکیزہ صاف ستھرے

کپڑے پہنتے تھے قرآن میں ہے انک
لعلی خلق عظیم بیشک آپ بڑے
مرتبہ والے ہیں آپ سارے جہاں
کے لیے آسمان سے رحمت بن کر آئے
تھے آپ نے سادی زندگی گزاری تھی
لوگوں کے ساتھ سلوک

آپ لوگوں کی مدد کرتے تھے
آپ مردوں پر سختی نہیں کرتے تھے
آپ لوگوں کو نصیحت کرتے تھے لوگوں
کو سمجھاتے تھے آپ بڑوں کے ساتھ
ادب کرتے تھے اور چھوٹوں سے محبت
کرتے تھے عورتوں کی مدد کرتے تھے
عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ مردوں
سے کرواتے تھے۔

بڑوں کے ساتھ سلوک

ہمارے پیارے رسول اللہ
ﷺ اپنے بڑوں کے ساتھ بہت اچھا
برتاؤ کرتے تھے آپ اپنے چچا ابو طالب
سے ساتھ بہت اچھا برتاؤ کرتے تھے
آپ نے فرمایا ماں باپ کی عزت کروان
کو مت جھڑکو ان کو مت ستاؤ آپ کا
حضرت حسن حضرت حسین بہت
ادب کرتے تھے آپ بڑوں کی خدمت
کرتے تھے۔

چھوٹوں کے ساتھ برتاؤ

آپ اپنے چھوٹوں کے کے

ساتھ بہت اچھا برتاؤ کرتے تھے آپ
اپنے چچا زاد چھوٹے بھائی حضرت علی
کی مدد کرتے تھے انکو بہت چاہتے تھے
ان کو نصیحت کرتے تھے آپ چھوٹوں
سے بہت محبت کرتے تھے آپ اپنے
غلام زید بن حارثہ کو بہت چاہتے تھے
آپ اپنے غلام زید کے بیٹے اسامہ کو
بہت چاہتے تھے

عورتوں کے ساتھ سلوک

آپ ﷺ عورتوں کے
ساتھ بہت اچھا برتاؤ کرتے تھے آپ
عورتوں کی مدد کرتے تھے آپ نے
مردوں کی عورتوں پر زیادتی ختم کی
اسلام سے پہلے عورتوں پر بہت
زیادتیاں ہو رہی تھیں ان کو مار ڈالا جاتا
تھا ان کو غلام بنا لیا جاتا تھا ان کو نوکر
رکھا جاتا تھا یہ سب ہمارے رسول اللہ
ﷺ نے ختم فرما دیا تھا آپ ﷺ
عورتوں کو بہت چاہتے تھے آپ اپنی
بیویوں کے پاس تشریف لے جاتے
تھے۔

بچوں کے ساتھ سلوک

آپ بچوں سے بہت محبت
کرتے تھے آپ سے پاس بچے آتے آپ
ان کے ساتھ کھیلنے لگتے تھے آپ کسی
راستے سے گزرتے تو بچے ملتے تو آپ

ان کو سب سے پہلے سلام کرتے تھے
آپ فرماتے تھے کہ بچے جنت کا پھول
ہیں آپ بچوں کو کبھی نہیں مارتے تھے
حضرت انس فرماتے تھے آنحضرت
ﷺ نے ہم کو کبھی بھی نہیں مارا ہاتھ
تک نہیں چلایا ف تک نہیں کہتے تھے
آپ کے پاس جو بھی پھل شروع میں آتا
آپ فوراً یہ پھل کسی بچے کو دے دیتے
تھے آپ جب سفر پر ہوتے آپ کے
ساتھ بچے بھی ہوتے ان کو اپنے آگے
بٹھاتے آپ اپنے نواسے حضرت حسن
و حضرت حسین کو بہت چاہتے تھے
آپ فرماتے تھے میرے نواسے جنت
کے پھول ہیں اور آپ فرماتے تھے
میرے نواسے جنت کے سردار ہیں
آپ دونوں کو اپنے اوپر بٹھاتے تھے کہتے
جاتے تھے تمہاری بہت اچھی سواری
ہے آپ اپنی نوسی سیدہ امامہ کو بہت
چاہتے تھے آپ بچوں کو گود میں اٹھا کر
ان کو چومتے تھے۔

لڑکیوں سے سلوک

آپ لڑکیوں سے بہت اچھا برتاؤ کرتے
تھے آپ نے لڑکیوں پر بہت رحم کیا
آپ نے لڑکیوں پر مردوں کی زیادتیاں
اور ظلم کو ختم کیا ان کی مدد کی اسلام
سے پہلے لڑکیوں کو زندہ گاڑ دیا جاتا تھا

آپ نے ان کو ختم کیا آپ کے پاس
ایک صحابی آئے بتایا میں اسلام سے پہلے
اپنے لڑکیوں کو بہت چاہتا تھا اس سے
کتنا تھا میں تم کو چاہتا ہوں لڑکی ہمارے
پاس آجاتی تھی ایک دفعہ میں نے لڑکی
کو بلایا اس کو لے کر چلتا ہاگڑھے کے
پاس پہنچ کر کہا دیکھو جیسے ہی دیکھا میں
نے اس کو دھکا دے دیا وہ روئی اور
چلانے لگی ابابا کہہ کر پکارنے لگی میں
نے نہیں سنا چلا گیا۔ آپ یہ واقعہ سن
کر آبدیدہ ہو گئے اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ
معاف کر دے۔

غریبوں کے ساتھ نرمی

آپ غریبوں کے ساتھ
بہت اچھا معاملہ فرماتے تھے ان کی
ضروریات کو پورا فرماتے تھے آپ
غریبوں کو نہیں ستاتے تھے آپ نے
کبھی بھی غریبوں کو نہیں مارا نہ جھڑکا
جو بھی غریب آپ کے پاس آتا جو کچھ
آپ کے پاس ہوتا فوراً اس کو دے
دیتے اور آپ فاتحے میں رہتے کئی کئی
دن آپ نے فرمایا غریبوں کو مت
جھڑکو ورنہ غریبوں کی بددعا اللہ تعالیٰ
کے پاس پہنچے گی آپ کو کوئی غریب
شخص دعوت دیتا آپ اس کی دعوت
قبول فرمالتے آپ کبھی بھی غریبوں کو

حقیر نہیں سمجھتے تھے آپ سے پاس فقیر
آتا آپ اس کو کھلاتے تھے کہ اس کا پیٹ
بھر جائے۔

یتیموں کے ساتھ برتاؤ

آپ یتیموں کو بہت چاہتے
تھے آپ یتیموں کو پالتے تھے ان کو
کھانا کھلاتے تھے ان کی نگرانی فرماتے
تھے آپ فرماتے تھے کہ جو یتیم کو اپنے
یہاں پالے گا وہ پالنے والا جنت میں دو
انگلیوں کی طرح ہو گا آپ نے فرمایا کہ
اچھا گھر وہ ہے جہاں یتیم کی پرورش کی
جا رہی ہو بر اگھر وہ ہے جہاں یتیم کی
برائی کی جا رہی ہے آپ کی بیوی ام
المومنین حضرت عائشہ یتیموں کی
پرورش کرتی تھیں آپ یتیموں کے
ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی نصیحت
فرماتے تھے آپ نے یتیموں کو کبھی بھی
نہیں مارا آپ یتیموں کے ساتھ بہت
اچھا معاملہ فرماتے تھے آپ فنج مکہ کے
وقت جب مکہ تشریف لائے آپ کو
وہاں اپنی بہن یعنی حضرت حمزہ کی
بیٹی امامہ ملی تو آپ نے اس کو گود میں
لیا حضرت علی نے فرمایا یہ میرے چچا
کی لڑکی ہم کو دے دیجیے حضرت جعفر
نے بھی کہا حضرت زید نے بھی کہا
مگر آپ نے فرمایا ماں کے بعد خالہ ماں

کے مرتبے میں ہوتی ہے آپ نے
اس کو خالہ کی گود میں دے دیا۔

مسکینوں کے ساتھ نرمی

آپ مسکینوں کی خبر گیری
فرماتے آپ نے فرمایا مسکینوں کی خبر
گیری کرنے والا اللہ کے راستے میں
لڑنے والے کی طرح ہے آپ مسکینوں
سے ساتھ بہت نرمی فرماتے تھے۔

حسن اخلاق

آپ کا حسن اخلاق یہ تھا کہ
آپ نہایت رحم اور نرم دل تھے آپ
لوگوں کے ساتھ صلہ رحمی فرماتے
تھے تمام مخلوق پر شفقت و رحمت
فرماتے تھے آپ نہایت باحیا و با شرم
تھے ایسی شرم و حیا کنواری لڑکیوں میں
بھی نہیں ہوتی آپ کھانے میں تکلف
نہیں فرماتے تھے آپ کھانے میں
عیب نہیں نکالتے تھے خدا کی نعمت کو
حقیر نہیں سمجھتے تھے چونکہ آپ ساری
دنیا کے لیے رحمت بن کر آئے تھے آپ
کی استعمال شدہ چیزیں یہ دس گھوڑے
آپ کے پاس تھے ایک کا نام سبب تھا
ایک لزاز تھا باقیوں کے نام طرب درد
لریس ملاحہ سبہ سحر اور یمن خچر تھے
ایک کا نام دلدل تھا یہ پہلا خچر تھا
دوسرے خچر کا نام فضہ تھا تیسرے کا

اپریل فول

کیا ہے؟

اسے بد قسمتی کا نام دیں یا کم سمجھی کہیں کہ ہمارا معاشرہ ابتدا سے انتہا تک، یہود و نصاریٰ کی اندھی تقلید کا شکار ہے جس کی وجہ سے غیروں کی ہلاکت خیز بیماریاں ہمارے معاشرہ میں سرایت کر چکی ہیں "اپریل فول" بھی دیگر معاشرتی مملکت بیماریوں کی طرح ایک خطرناک بیماری ہے جو اب بے سوچے سمجھے رسم کی حیثیت اختیار کر چکی ہے اس رسم کے تحت اپریل کی پہلی تاریخ میں جھوٹ بول کر کسی کو دھوکہ دینا اور کسی کو بیوقوف بنانا نہ صرف جائز خیال کیا جاتا ہے بلکہ اسے قابل داد قرار دیا جاتا ہے جو شخص جتنا صاف جھوٹ بول کر جتنی چابھستی سے کسی

کو بے وقوف بنانے میں کامیاب ہو جاتا ہے اسے اتنا ہی قابل تعریف اور باکمال سمجھا جاتا ہے پھر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مذاق ہی تو کیا ہے۔ ارے اللہ کے بندو یہ کیسا مذاق ہے جس کے نتیجے میں بعض اوقات لوگوں کی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں ارے سوچو تو سہی یہ کیسی خوش طبعی ہے کہ جس میں لوگوں کی معصوم جانوں سے کھیلا جاتا ہے؟

یہ رسم اخلاقی اعتبار سے تو جیسی کچھ ہے ظاہر ہی ہے لیکن اس کا تاریخی پہلو بھی ان لوگوں کے لیے انتہائی شرمناک ہے جو حضرت عیسیٰؑ کے تقدس پر خواہ کیسا ہی ایمان رکھتے ہیں اس رسم کی ابتدا کیسے ہوئی یہ کیوں منائی جاتی ہے اس بارے میں

مورخین کے بیانات مختلف ہیں ان کا کہنا ہے کہ فرانس میں ستر ہوئیں صدی عیسوی سے پہلے سال کا آغاز جنوری کے بجائے اپریل سے ہوا کرتا تھا اس مہینے کو رومی لوگ اپنی دیوی وینس کی طرف منسوب کر کے مقدس سمجھا کرتے تھے اس لیے یکم اپریل کے دن کو لوگ جشن مسرت منایا کرتے تھے اور اسی جشن مسرت کا ایک حصہ ہنسی مذاق بھی تھا جو رفتہ رفتہ اپریل فول کی شکل اختیار کر گیا بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس جشن مسرت کے روز لوگ ایک دوسرے کو تحفے تحائف دیا کرتے تھے ایک مرتبہ کسی نے تحفے کے طور پر کوئی مذاق کیا جو آخر کار رواج پکڑ گیا۔

اس رسم کی ایک وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ ۲۱ مارچ سے موسم میں تبدیلیوں کو بعض بدبختوں نے ایک دوسرے کو بے وقوف بنانا شروع کر دیا۔ (دیکھئے برٹانیکا ص ۹۶ ج ۱)

حضرت اقدس مولانا مفتی محمد عثمانی صاحب اس نام نہاد و مذاق

کے بارے میں فرماتے ہیں "یہ بات اب بھی مبہم ہی ہے کہ قدرت کے اس نام نہاد مذاق کے نتیجے میں یہ رسم چلانے سے قدرت کی پیروی مقصود تھی یا اس سے انتقام لینا منظور تھا" یہ رسم جس کی بنیاد جھوٹ دھوکے اور کسی بے گناہ کو بلا وجہ بے وقوف بنانے کی ہے اس کی ایک تیسری وجہ عیسائیوں اور یہودیوں کی طرف سے حضرت عیسیٰؑ کو تمسخر اور استہزاء کا نشانہ بنایا گیا موجودہ نام نہاد انجیلوں میں اس واقعے کی کچھ تفصیلات بیان کی گئی ہیں لوقا کی انجیل کے الفاظ یہ ہیں۔

"اور جو آدمی اسے (یعنی حضرت عیسیٰؑ کو) گرفتار کیے ہوئے تھے اور اس کی آنکھیں بند کر کے اس کے منہ پر طمانچہ مارتے تھے اور اس سے یہ کہہ کر پوچھتے تھے کہ نبوت (یعنی الہام) سے بتا کہ کس نے تجھ کو مارا؟ اور طعنے مار مار کر بہت سی اور باتیں اس کے خلاف کہیں۔" (لوقا ۲۲: ۶۵)

موجودہ انجیلوں میں ہی یہ

بھی بیان کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو گرفتار کر کے یہودی سرداروں کی مختلف عدالتوں میں بار بار پیش کیا گیا جس کا مقصد محض ان کے ساتھ مذاق کرنا اور انہیں ایک سے دوسری طرح تکلیف پہنچانا تھا اور چونکہ یہ واقعہ یکم اپریل کو پیش آیا تھا اس لیے اپریل فول کی رسم غالباً اسی شرمناک واقعے کی یادگار ہے۔

بہر حال مذکورہ وبالاً تفصیل کا خلاصہ یہ کہ خواہ اپریل فول کی رسم وینس نامی رومن دیوی کی طرف منسوب ہو یا اسے (معاذ اللہ) "قدرت کے مذاق" کا رد عمل کہا جائے یا حضرت مسیح علیہ السلام کے مذاق اڑانے اور تکلیف پہنچانے کی یادگار۔ ہر صورت میں اس کا رشتہ تو ہم پرستی، گستاخانہ نظریے اور شرمناک واقعے سے جڑا ہوا ہے اور مسلمانوں کے نقطہ نظر سے یہ رسم بد بہت سے بدترین گناہوں کا مجموعہ ہے جن میں سر فرست چار خطرناک گناہ ہیں۔

(۱) جھوٹ بولنا (۲) دھوکہ

دینا (۳) دوسرے کو اذیت پہنچانا (۴) ایک ایسے واقعے کی یادگار منانا جس کی اصل مت پرستی پیغمبر خدا علیہ السلام کے ساتھ گستاخانہ مذاق اور ایک شرمناک واقعہ ہے۔

اب مسلمانوں کو خود یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ان کے لیے پیغمبر آخر الزماں ﷺ کی پیروی نجات کا ذریعہ ہے یا اپریل فول جیسی رسم بد؟ حاملان قرآن بتائیں کیا یہ غلط رسم اس لائق ہے کہ اسے مسلم معاشرہ میں فروغ دیا جائے؟ نبی آکر الزمان ﷺ کے امتی ذرا غور کریں کہ انہیں پیارے نبی ﷺ کے اسوہ حسنہ کے بجائے جمالت کے شکار مغرب کی اندھی تقلید زیب دیتی ہے؟

نہیں تو آج ہی یہ عہد کر لیں کہ ہم چونکہ محمد عربی ﷺ کے امتی ہیں اس لیے ہر کام میں آپ ﷺ کا اسوہ حسنہ اپنائیں گے مغرب کی حیا سوز اور ایمان دشمن رسمیں اور بیماریاں اپنے معاشرے میں جڑ سے اکھاڑ پھینکیں گے یہی محبت رسول ﷺ کا تقاضہ ہے۔ (باقی ص ۲۳ پر)